﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۵ء شمارہ ۱۰

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے

"اسلام اس وقت یتیم ہو گیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہیں اور خداتعالیٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اس کی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کر کے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہو گی جو بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ ٹھہرے گی۔ اس کے ثمرات برکات آنے والوں کے لئے ہوں گے اور زمانہ پر محیط ہو جائیں گے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھے گی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے ان مدارج اور مراتب کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے۔ خداتعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ دین اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اس کے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں۔ .... مدرسہ کے متعلق میری روح ابھی فیصلہ نہیں کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے۔ ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آج کل کے طرز مناظرات میں پکے ہوں۔ علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں۔ کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آ جاوے تو جواب دے سکیں۔ اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہ ہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پرزور اور پر شوکت الفاظ میں ظاہر کر سکیں ....

.... اس زمانہ میں اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضوں کا اندازہ کیا تھا تو میں نے دیکھا کہ اسلام پر تین ہزار اعتراض مخالفوں کی طرف سے ہوا ہے۔ پس یہ کس قدر ضروری ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ .... میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں تیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں .... یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں۔ نہیں اور زبانیں بھی پڑھیں اور سنسکرت بھی پڑھیں تا کہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی اصلیت ظاہر کر سکیں۔ ....

اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قوموں میں تم اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو۔ ان زبانوں کی واقفیت نہ ہو اور ان کتابوں کو پڑھ نہ لیا جاوے تو مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہو سکتا۔

.... میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم سے طالب علموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنے کا طریق آ جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدے ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو فائدہ نہ ہوتا۔ .... نری عربی زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان نے عربوں کے اخلاق، عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہنچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہو گی اور انسان قرآن شریف کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا؟ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے "لولاک لما" پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔ سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے۔ اس طرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث۔ اور اس طرح پر ان کو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں تیار کی جاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں۔

باقی صفحہ نمبر (۲) پر

مختصرات

رمضان المبارک میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (جمعہ کے علاوہ) ہر روز درس القرآن بیان فرماتے ہیں۔ یہ ایمان افروز مجالس اپنی برکات کے لحاظ سے ایسی عظیم الشان ہیں کہ عالمگیر سامعین کے لئے ازدیاد علم و عرفان کا باعث ہیں۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے عالمگیر مواصلاتی روابط کے ذریعہ ساری جماعت نفس واحدہ بنی ہوئی ہے اور ہر روز ہی "واذالنفوس زوجت" کا ایک شاندار نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ جبکہ اکناف عالم سے درس القرآن کے سلسلہ میں علمی نکات، تبصرہ جات یا سوالات کے فیکس بڑی کثرت کے ساتھ آتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا کے سامعین گویا حضور کے سامنے بیٹھے یہ درس القرآن سن رہے ہیں۔ قرآنی پیش گوئیوں کو آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھنے کا منظر بہت ہی ایمان افروز ہے۔

درس القرآن کی ان بابرکت مجالس کے بارہ میں ایک مختصر اشاریہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:-

۱۸ فروری بروز ہفتہ:

آج سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۸ اور آیت نمبر ۱۸۹ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے میثاق اہل کتاب پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔

۱۹ فروری بروز اتوار:

آیت نمبر ۱۹۰ کی مختصر تفسیر بیان فرمانے کے بعد متفرق امور کا تذکرہ فرمایا۔ جاپان کا ذکر آنے پر جاپانی قوم کے بعض عمدہ اوصاف کا ذکر فرمایا۔

قتل انبیاء کے بارہ میں گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء کے جسمانی قتل کا امکان تو ہے لیکن قطعی طور پر کسی نبی کے قتل ہونے کا کوئی معین ثبوت نہیں ہے تاہم اس بارہ میں وسعت نظری کے ساتھ تفصیلی تحقیق ہونی چاہئے اور نصیحت فرمائی کہ بیانات میں تضاد ڈھونڈنا اور اس کی عادت بنا لینا اچھی بات نہیں۔ اس طرز فکر کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے۔

۲۰ فروری بروز سوموار:

آج آیت نمبر ۱۹۱ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آیت کریمہ "ان فی خلق السموات .... میں وقت اور حالات بدلنے کی ایک عظیم پیش گوئی مضمر ہے۔ اور دراصل فتح اسلام کی خبر دی گئی ہے۔

فرعون موسیٰؑ کے بارہ میں علمی بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ وقف نو کے ذہین بچوں کو Egyptologist بنایا جائے۔ نیز احمدی محققین کی عالمی ٹیم تیار ہونی چاہئے جو پوری تفصیل سے اس بارہ میں تحقیق کریں خواہ اس تحقیق میں پچاس سال لگ جائیں۔

حضور انور نے آج کے درس میں فرعون کی غرقابی کے سوال پر بہت تفصیل سے گفتگو فرمائی اور بتایا کہ کیوں اس موضوع پر تفصیلی تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور کا بھی تذکرہ ہوا۔

بائبل نے فرعون اور اس کے سب ساتھیوں کے غرق ہونے اور ہلاک ہونے کا ذکر کیا ہے۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جو اس کو غرق شدہ کہنے کے باوجود اس کی جسمانی بقاء کا ذکر کرتا ہے۔ یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ کیا اس بات کا امکان ہے کہ وہ غرق ہونے کے بعد بچا لیا گیا ہو اور اس طرح بعد میں روحانیت سے عاری زندگی گزاری ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فراعین کی لاشوں کے محفوظ ہونے کا ذکر سب سے پہلے قرآن مجید میں آیا ہے۔

اس موضوع پر بہترین اور جامع کتاب Egypt and Bible History ہے احمدی محققین کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔

بائبل نے دو فرعونوں کا ذکر کیا ہے جن سے حضرت موسیٰؑ کو رابطہ پڑا۔ لیکن قرآن مجید سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرعون ایک ہی تھا جس کے زمانے میں یہ سارے واقعات ہوئے ہیں۔ سب آیات پر یکجائی نظر کرنے سے ایک ہی فرعون معلوم ہوتا ہے۔

۲۱ فروری بروز منگل:

گزشتہ مضمون کے تسلسل میں قرآن کریم کی آیات کریمہ کی روشنی میں حضرت موسیٰؑ کے حالات زندگی، آپؑ کی پیدائش سے لے کر واقعہ طور تک، بیان فرمائے۔ نیز اس بارہ میں بائبل کے بیانات پر تبصرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ اس میں تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے غلطیاں پائی جاتی ہیں جبکہ اس کے بالمقابل قرآن کریم کا بیان ہر لحاظ سے درست ہے۔

۲۲ فروری بروز بدھ:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فراعین مصر کی تاریخ اور حضرت موسیٰؑ کے حالات زندگی کے بارہ میں مزید حوالہ جات بیان فرمائے اور ان پر نہایت مدلل تبصرہ فرمایا۔

باقی صفحہ نمبر (۹) پر

اداریہ

یہ دور جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں نت نئے علوم کی ایجاد اور ان کے انتشار کا دور ہے۔ ایک طرف آسمان کی کھال اتاری جارہی ہے۔ اور دوسری طرف زمین اپنے مخفی خزانے اگل رہی ہے۔ چونکہ ان جدید علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کرنے والوں کی اکثریت دہریت اور الحاد کی پروردہ ہے اور تقوی اللہ اور نور فرقان سے عاری اور دین اسلام کی معاند ہے اس لئے وہ علوم جدیدہ کے حوالے سے اسلام اور قرآن کریم پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابل پر مسلمانوں کی طرف سے عام طور پر دو طرح کے رد عمل دکھائی دیتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ مولوی ہیں جو ان علوم جدیدہ کی تعلیم کے ہی مخالف ہیں اور جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ "ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کی ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے"۔ دوسری طرف کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے علوم جدیدہ کی تحصیل تو کی لیکن وہ بھی توازن قائم نہ رکھ سکے اور سیدنا حضرت مسیح اقدس موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے الفاظ میں۔ "جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑگئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے، الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوششیں کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے ...... بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں پادریت اور فلسفہ کے رنگ میں دی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے رسوم اسلام کا پابند رہتا ہے لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اسلام کو دور چھوڑ جاتا ہے اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا ......"

چنانچہ اس زمانہ کے فتح نصیب جرنیل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علوم جدیدہ کی تحصیل سے متعلق ان دونوں انتہاؤں کے درمیان قرآن حکیم کی روشنی میں، حق و حقیقت پر مبنی، الہام الٰہی سے منور ایک ایسا لائحہ عمل اپنی جماعت کو عطا فرمایا جس کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ۔ "ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو"۔ اسی طرح فرمایا۔ "علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے"۔

یہی وہ مضمون ہے جس کی طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال رمضان المبارک میں درس القرآن کے دوران دینی اغراض کی خاطر جدید سائنسی علوم کے حاصل کرنے کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرتے ہوئے نہایت تفصیل سے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنے کی پرزور تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب تصرف ہے کہ اس رمضان مبارک میں اس نے ایک رویا کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پر اسماء الٰہی کے تعلق میں علوم کا ایک عظیم باب روشن فرمایا جس کا کسی قدر ذکر آپ نے اپنے عید الفطر کے خطبہ (فرمودہ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء) میں فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کو اس بارہ میں خصوصی تاکید اور انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ کا آپ کو ایک غیر معمولی رویا کے ذریعہ نئے علوم پر آگاہی بخشنا یہ بتاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تحریک بہت ہی بابرکت ثابت ہوگی اور خلافت حقہ اسلامیہ کے زیر قیادت احمدی مسلم محققین اور سائنسدانوں کی خود خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا اور وہ "اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"۔

پس دنیا بھر کے تمام احمدی محققین اور سائنسدانوں کو بشارت ہو کہ ان کے لئے پہلے سے یہ خوش خبری مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکے ہیں کہ "تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کودو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا"۔

پس مبارک ہیں وہ جو اس زمانہ کے "اہل دل، آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا" خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرتے ہوئے، آپ کی دعاؤں سے تقویت پاتے ہوئے آسمانی روشنی سے منور ہو کر اس یقین کے ساتھ علوم جدیدہ کی تحصیل کرتے ہیں کہ "اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نت نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے"۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا - وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ۔

(ترمذی کتاب البیوع باب التبکیر بالتجارۃ)

حضرت صخر بن وداعہ غامدیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے اللہ میری امت کو صبح جلدی (کام شروع) کرنے میں برکت دے اور جب کوئی مہم یا لشکر بھجوانا ہوتا تو آپؐ دن کے پہلے حصہ میں اسے روانہ کرتے۔ حضرت صخرؓ تاجر تھے وہ (حضورؐ کے ارشاد کی روشنی میں) اپنا تجارتی مال دن کے پہلے حصہ میں روانہ کرتے۔ آپ کو ہمیشہ خوب فائدہ ہوتا اور بہت نفع ملتا۔

عرش پر جب اثر گیا ہوگا   نالہ بھی تا سحر گیا ہوگا
مشکل آسان ہوگئی ہوگی   درد حد سے گزر گیا ہوگا
نار نمرود بجھ گئی ہوگی   فرش پھولوں سے بھر گیا ہوگا
دار پر شب گذر گئی ہوگی   لوٹ کر کون گھر گیا ہوگا
عہد غم میں نہ جانے کس کس کی   جاں گئی ہوگی۔ سر گیا ہوگا
جانتا ہوں دعا کے موسم میں   وہ اکیلا کدھر گیا ہوگا
دیکھ کر اس کے صبر کی عظمت   اس کا دشمن بھی ڈر گیا ہوگا
اس کی آواز کی صداقت پہ   لفظ لذت سے بھر گیا ہوگا
روزناموں کا نامہ اعمال   اس کی خبروں سے بھر گیا ہوگا
اس میں خنجر کا کچھ قصور نہیں   زخم خود بن سنور گیا ہوگا
کس قدر جمع ہیں تماشائی   کوئی تو بام پر گیا ہوگا
کہیں ایسا نہ ہو چھلک جائے   صبر کا جام بھر گیا ہوگا
آؤ اب دریا کی سیر کر آئیں   اب تو پانی اتر گیا ہوگا
منہ سے بولا نہیں اگر مضطر
کچھ اشارہ تو کر گیا ہوگا

(محمد علی)

بقیہ ارشادات عالیہ

اگر یہ سلسلہ اس طرح جاری ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاوے گا۔ .... ایک تو وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے۔ اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور فیل کی پروانہ رکھیں بلکہ ان کی غرض خدمت دین کے لئے تیار ہونا ہو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں ایسے بچوں کے لئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کے لئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہہ دیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں اور ان کی تقریر کا اثر زائل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ بے خبر ہیں۔

ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونو علوم حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں وقت کی پروانہ ہو۔ پھر اس پر مشکل یہ ہوگی کہ استاد مستعد اور مقرر بنیں۔ غرض ہر پہلو سے سوچ کر یہ انتظام کرنے کی بات ہے

....

خلاصہ یہ کہ اس نکتہ کو مدنظر رکھو کہ ایسے لوگ تیار ہو جاویں گے اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے تیار ہوں۔ خدا تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ "واصنع الفلک باعیننا" تو کشتی ہمارے سامنے بنا۔ اسی طرح پر میں اس جماعت کو اپنے سامنے تیار کرانا چاہتا ہوں۔ فائدہ اسی سے ہوگا۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع مل جاوے تو وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاوے گا۔ اس لئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اس کی فکر کریں"۔

(ملفوظات جلد ۸ [مطبوعہ لندن] صہ ۳۲۶ تا ۳۳۲)

(دوسری قسط)

توہین رسالت کا مرتکب کون ہے؟

(پروفیسر راجہ نصر اللہ خان)

رسول کریمؐ کا ہر امتی کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے کیونکہ کلمہ طیبہ وہ کلمہ مبارکہ ہے جس کے پڑھنے سے کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے۔

"شرح اربعین نووی" از شیخ محمد اقبال گورنمنٹ کالج لاہور کے صفحہ ۱۰۷ پر یہ حدیث شریف درج ہے:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور بتوں سے انکار کیا تو اس کا خون اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہو جاتا ہے"۔

"تجرید بخاری" باب الایمان صفحہ ۲۵ پر یہ حدیث شریف موجود ہے:۔

"جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا"۔

تبلیغی جماعت کے بزرگ مولانا محمد زکریا اپنی کتاب "فضائل ذکر" صفحہ ۹۳ پر مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں جس کے راوی حضرت صدیق اکبرؓ ہیں:۔

"آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا ابو طالب پر ان کے انتقال کے وقت پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے"۔

مولانا محمد زکریا کتاب "فضائل ذکر" کے صفحہ ۹۵ پر تحریر کرتے ہیں:۔

"حضور کے چچا ابو طالب کا قصہ حدیث، تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور معروف ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو چونکہ ان کے احسانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا "لا الہ الا اللہ" کہہ لیجئے تاکہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتیجے کا دین قبول کر لیا اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر حضورؐ رنجیدہ واپس تشریف لائے"۔

مولانا زکریا کلمہ طیبہ کی عظمت اور برکت کا یوں ذکر کرتے ہیں:۔

"اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں اس کا معمولی سا اندازہ اتنی ہی بات سے ہو جاتا ہے کہ سو برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گزری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کئے ہوں تب بھی اس حکم کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا"۔

(فضائل الذکر صـ ۹۹)

شیخ محمد اقبال ایم۔ اے۔ "شرح اربعین نووی" کے صفحہ ۱۰۷ پر رقمطراز ہیں:۔

"اسلام کا اعتبار زبان کی شہادت سے ہے کسی کے دل کا بھید نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔ باطن کا محاسبہ اللہ تعالیٰ کرے گا جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بہ ظاہر مسلمان ہے"۔

اس بات کی تصدیق دور حاضر کے مذہبی مفکر اور عالم ڈاکٹر اسرار احمد امیر جماعت تنظیم اسلامی بھی کرتے ہیں چنانچہ وہ اپنے مضمون "حب رسولؐ کے تقاضے" مطبوعہ نوائے وقت ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء میں فرماتے ہیں:۔

"کوئی شخص دل میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین رکھتا ہو لیکن زبان سے اس کا اقرار نہ کرے تو قانون شریعت کی رو سے ایسا شخص کافر قرار پائے گا۔ گویا دنیا میں وہی شخص مسلم قرار پائے گا جو زبان سے کلمہ شہادت کا اقرار کرے اور آخرت میں صرف وہ شخص مومن قرار دیا جائے گا۔ جو "اقرار باللسان" کے ساتھ "تصدیق بالقلب" کی دولت سے بھی مالا مال ہو"۔

ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا کیا جو کفر سازی کے اس دور ارزاں میں مسلمان کی ظاہری تعریف بیان فرما دی جو کہ بجا طور پر کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کا زبان سے پڑھنا اور اقرار کرنا ہے۔

لیکن ہم ڈاکٹر اسرار صاحب کی خدمت میں بعد ادب یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس کا کیا کیجئے کہ کوئی شخص کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار کرتا ہے بلکہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سچے دل سے اس پر ایمان بھی لاتا ہے لیکن بعض مخالفین جن پر فرقہ واریت اور مذہبی اجارہ داری کا بھوت سوار ہے وہ بزور بازو اسے کلمہ شریف زبان پر لانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ڈاکٹر صاحب ان "مکہ کی راہ میں بدوؤں" کے متعلق بھی تو کچھ ارشاد فرمائیں اور ان کو بھی کچھ سمجھائیں جو غیروں کو مسلمان بنانے کی بجائے اپنوں کی مسلمانی بھی چھیننے میں مصروف کار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ضمیر کے علم اور انصاف سے جواب دیجئے گا کہ ایک طرف ہٹ دھرمی کا بت تشدد اور زبردستی پر آمادہ ہے اور دوسری طرف ایک مظلوم اقرار کلمہ کے لئے بے تاب و مضطرب!!

تمہیں تقصیر اس بت کی کہ ہے میری خطا لگتی
مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
(مومن)

نیت کی اہمیت

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ نیتوں کا اصل حال صرف خدا تعالیٰ جانتا ہے لیکن ہمارے ہاں دوسروں کی نیتوں پر جھٹ حملہ کر دیا جاتا ہے اور کسی کے دعوے اور وضاحت کا کچھ پاس نہیں رکھا جاتا۔ جناب ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم مطبوعہ جنگ ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء میں ایک ضروری بات بھی بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"دین بندے اور خدا کے درمیان ایک معاملہ ہے اور دلوں اور نیتوں کا حال صرف اللہ جانتا ہے۔ لیکن ہمارے بعض نام نہاد علماء نے فتویٰ سازی کی مشین نصب کر رکھی ہے اور تھوک کے حساب سے مذہبی مخالفین کو کافر قرار دے رہے ہیں اور ایسا کرتے وقت وہ بزعم خود دین کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہوتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ سوچ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں"۔

پچھلے دنوں انسانی حقوق کے علمبردار جناب ذراب پٹیل نے بھی یہ کہا تھا کہ "توہین رسالت" کے سلسلہ میں کسی شخص کی نیت کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اگر کوئی شخص کسی بات کا دعویٰ اور اعلان ہی نہیں کرتا تو اس کی طرف وہ بات اپنے طور پر منسوب کرنا ہرگز مناسب اور جائز نہیں ہو گا۔ مشہور حدیث شریف ہے "انما الاعمال بالنیات" یعنی عمل کا تعلق نیت سے ہے۔ اس کی ایک عمدہ مثال ہم ڈاکٹر محمد امین کے مضمون "اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل" (مطبوعہ نوائے وقت، ۶ اپریل ۱۹۹۴ء) میں پڑھ چکے ہیں جس میں انہوں نے بعض فقہاء کا قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلا کر تلف کر دینا مباح ہے۔ اس عمل میں قرآن کریم کے اوراق معاذاللہ اس نیت سے ہرگز نہیں جلائے جاتے کہ قرآن کریم کی نعوذباللہ بے ادبی کی جائے۔ پس عمل کے پیچھے نیت کا دیکھنا اور دریافت کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔

اسی طرح کسی شخص کے قول یا تحریر کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا تقویٰ اور انصاف سے بالکل بعید ہے۔ کسی شخص کے بیان کا وہی مطلب لینا چاہئے جو خود اس کے پیش نظر ہے اور جس کا وہ اقرار اور پرچار کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی اور بدنیتی سے کام لیتے ہوئے کسی عبارت کا وہ مفہوم نکالتا ہے جو صاحب تحریر یا تقریر کے حاشیہ خیال میں بھی موجود نہ تھا۔ تو اس کی مثال اسی سفاک اور بدخو بھیڑیے کی ہو گی جس نے بھیڑ کے بچے کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانے کے لئے یہ بہانہ گھڑا تھا کہ تم نے مجھے پچھلے برس گالی کیوں دی تھی تو اس کمسن بچے نے بڑی لجاجت سے یہ حقیقت بتائی کہ پچھلے سال تو وہ پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کو کہتے ہیں؎

وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

سہو بھی ممکن ہے

ایک بات اور بھی غور طلب ہے کہ انسان سے سہو اور خطا و نسیان بھی ممکن ہے۔ اگر کوئی بات قابل اعتراض نظر آئے تو پہلے اس شخص کا موقف بھی سننا چاہئے اور اس کو تشریح، تردید یا معذرت کا موقعہ ملنا چاہئے جس سے وہ خطا سرزد ہوئی ہو۔ اسلام نے اصلاح اور ممکنہ حد تک درگزر کی تعلیم دی ہے۔ اس طرح کی نادانستہ غلطیاں اور سہو قلم بعید از قیاس نہیں۔

اس کی ایک تازہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ نوائے وقت کے دینی کالم "نور بصیرت" کے حوالے سے اخبار مذکور کی ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں اس کالم کے آخر پر ادارہ کی طرف سے یہ الفاظ شائع کئے گئے ہیں:۔

"نور بصیرت، ۱۲ اپریل میں غلطی سے حضرت مجدد الف ثانی کے نام کے ساتھ سہواً صلی اللہ علیہ وسلم ٹائپ ہو گیا ہے۔ ادارہ اس سہو پر اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کا خواستگار ہے اور قارئین سے معذرت خواہ ہے"۔

اب کون ایسا بے رحم اور بے بصیرت انسان ہو گا جو ادارہ "نوائے وقت" کی متذکرہ جائز اور ضروری معذرت کو قبول نہ کرے اور ان کے متعلق یہ شک دل میں لائے اور یہ قبیح تاثر پھیلائے کہ ادارہ "توہین رسالت" کا معاذاللہ مرتکب ہوا ہے۔ یہ غلطیاں غیر ارادی اور نادانستہ ہیں اور شرافت اور اصابت فکر و نیت کا یہ تقاضا ہے کہ انہیں قابل درگزر سمجھا جائے۔ ورنہ آپ ایک شریف اور بے گناہ انسان کو اس جرم کی سزا دے رہے ہونگے جو اسے نے کبھی کیا ہی نہیں!!

شاعر نے کیا خوب کہا ہے؎

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

بزرگ علماء کا روشن اور قابل تقلید طریق رواداری

ہمارے بعض بزرگ اور وسیع القلب علمائے کرام کس قدر خدا خوفی اور مذہبی رواداری کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم "حکایات اولیاء" مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی سے دو واقعات درج کرتے ہیں۔ پہلا واقعہ عالم ربانی حضرت شاہ عبدالعزیز جو حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی کے فرزند ارجمند تھے ان کا ہے، پڑھیے اور غور فرمائیے:۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی وسعت قلب اور رواداری

"حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ایک مرتبہ کھانا کھانے کے لئے زنانہ مکان میں تشریف لے گئے تھے اور کچھ لوگ آپ کے انتظار میں مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے عبدالوہاب نجدی کا ذکر چھڑ گیا۔ ان میں سے دو آدمیوں میں اس کے متعلق مناظرہ ہونے لگا۔ ایک نے عبدالوہاب کی مذمت اور تفسیق و تکفیر شروع کی، دوسرے نے اس کی تعریف و تحسین۔ اور خوب گفتگو ہوئی ان میں سے ایک مذمت کرنے والے نے یہ بھی کہا کہ عبدالوہاب بے دین تھا اور اس نے ابن تیمیہ اور ابن قیم مردودوں اور بددینوں کے دین کو

PLANET EARTH PRESENTS
■ FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
■ ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
■ Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems
Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

چمکانا چاہا۔ اتنے میں اتفاق سے شاہ صاحب بھی مکان سے تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب ابھی بیٹھ بھی نہ پائے تھے کہ اس شخص نے جو عبدالوہاب کا مخالف تھا شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت میں تو کہتا ہوں کہ عبدالوہاب کافر تھا اور ایسا تھا ویسا تھا اور اس نے ابن تیمیہ اور ابن القیم جیسے بے دینوں کے دین کو رواج دینا چاہا۔ شاہ صاحب نے اس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی منہ پر انگلی رکھی اور فرمایا ہاہا، اور دیر تک ایسا ہی کیا۔ (مطلب یہ تھا کہ یہ بات نہایت بری ہے تم ایسا نہ کہو) اس کے بعد بیٹھ کر فرمایا کہ عبدالوہاب بھی نہایت سچا اور پکا مسلمان اور متبع سنت تھا مگر بد عقل اور ابن تیمیہ اور ابن القیم بھی نہایت سچے اور پکے مسلمان تھے مگر بشر تھے۔ ان سے غلطی ممکن ہے۔ اور اس غلطی کی بنا پر ان کو برا بھلا کہنا ہر گز نہیں چاہئے۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف فرمایا تھا جس سے مقصود تعلیم افعال طواف تھی اور اسی حالت میں آپ کی اونٹنی نے نہ جگالانہ مینگنیاں کیں اور نہ پیشاب کیا۔ پس حرمت مسجد بھی محفوظ رہی اور مقصود تعلیم بھی حاصل ہو گیا۔ عبدالوہاب اپنی غلطی سے اونٹنی پر طواف کو سنت سمجھ گیا اور اس نے اپنے اتباع سمیت اونٹوں پر طواف کیا جس سے تمام مسجد مینگنیوں اور پیشاب سے بھر گئی۔ سو گویہ اس کی غلطی تھی مگر اس کا منشاء اتباع سنت تھا۔ اس لئے اس کو برا کہنا نہ چاہئے"۔

(حکایات اولیاء صـ ۴۳، ۴۴)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی بے نفسی

"ایک مولوی صاحب جو بھوپال سے حج کو گئے تھے بیان کرتے تھے کہ میرے ہمراہ بھوپال کے ایک غیر مقلد بھی گئے تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب سے بیعت کی خواہش ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں غیر مقلدی نہ چھوڑوں گا۔ حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ وہاں ایسی باتوں کو پوچھتے ہی نہ تھے۔ فرماتے تھے کہ بھائی اللہ کے نام میں برکت ہے سب اصلاح ہو جائے گی .... مگر ایک شرط ہماری ہے کہ کسی غیر مقلد سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا بلکہ مولوی ایوب صاحب سے پوچھنا، جو حنفی تھے۔ اس کے بعد حضرت نے بیعت فرما لیا۔ ایک دورات کے بعد یہ اثر ہوا کہ اس نے یک لخت آمین بالجہر اور رفع یدین چھوڑ دیا۔ حضرت کو اطلاع کی گئی (ایسا کسی عالم کا قصہ بھی سننے میں نہ آئے گا جیسا کہ حضرت نے کیا) .... تو حضرت نے اسے بلا کر فرمایا کہ اگر تمہاری رائے بدل گئی تو خیر یہ بھی سنت وہ بھی سنت اور اگر پیر کی وجہ سے چھوڑا ہے تو میں ترک سنت کا وبال اپنے اوپر لینا نہیں چاہتا۔ یہ رنگ تھا حضرت کا"۔

(حکایات اولیاء صـ ۱۶۵، ۱۶۶)

ان بزرگوں کے تقویٰ اور اکرام مسلم اور حسن ظن کے مقابلہ پر علمائے ظاہر کا شوق فتویٰ، آزاری مسلم اور قساوت قلبی اور بدظنی کا حال دیکھیں اور پڑھیں تو ان کے بارہ میں مولانا حالی کے یہ اشعار بے اختیار یاد آ جاتے ہیں۔

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

ظالم و کاذب کا معاملہ

جیسا کہ قارئین کرام جانتے ہیں پاکستان میں توہین رسالت کی سزا موت ہے۔ اب حکومت کا ایک نیا فیصلہ سامنے آیا ہے کہ جو شخص کسی پر توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگائے گا اسے دس برس قید کی سزا دی جائے گی۔ اس سلسلے میں پہلا سوال تو یہ پوچھا جانا چاہئے کہ جو فرقے اور مذہبی قائدین ایک دوسرے پر گستاخی رسول کا الزام بر سر عام اور بہت ہی عام لگاتے ہیں، وہ کس کھاتے میں جاتا ہے۔ سزائے موت کے زمرے میں یا دس برس قید والی سزا میں؟ ان تھوک فروشوں کا تو بھی سدباب ہونا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی پر گستاخی یا توہین رسالت کا جھوٹا الزام عائد کرنے والا کم تر سزا کا مستحق کیوں ٹھہرا؟ یہ کتنا بڑا ظلم اور کذب ہے کہ کسی پر بلاوجہ ہی اس قسم کا گھناؤنا الزام لگا دیا جائے جس کی وجہ صاف ظاہر ہے قساوت و شرارت یا رقابت و عداوت ہی ہو سکتی ہے۔ ان سفلی وجوہات اور بے رحم عزائم کی وجہ سے کسی بے گناہ پر اتنا بڑا الزام لگا دینا کس لحاظ سے نسبتاً کم جرم بنتا ہے کہ اس کی سزا موت کے مقابلہ میں فقط دس سال قید رکھی گئی ہے؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو "توہین رسالت" کا جھوٹا اور ہولناک الزام لگانے والا جو بھیانک جرائم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس نے ایک بے گناہ اور سچے عاشق رسول پر توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگا کر اسے ایسے خطرناک جرم میں پھنسانے کی مذموم کوشش کی جس کا وہ کبھی مرتکب ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے یہ درد انگیز اور رقت آمیز شعر کہا ہے۔

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے

یعنی میری تربت کی لوح پر غیب سے یہ تحریر ظاہر ہوئی کہ اس مقتول کا بجز بے گناہی کے کوئی اور قصور نہیں تھا۔

دوسری بات یہ کہ اس قسم کا جھوٹا اور گھناؤنا الزام لگانے والا خود ضرور توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ اس نے اپنے جھوٹے اور بے بنیاد الزام میں ایسے ناحق الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے توہین رسالت کا کھلم کھلا پہلو نکلتا ہے۔ یعنی جو گستاخانہ کلمات اس نے اپنے منہ سے نکال کر دوسرے کی طرف غلط طور پر منسوب کئے ہیں وہ درحقیقت دوسرے بے گناہ شخص کی بجائے خود اس الزام لگانے والے نے گھڑے اور ادا کئے ہیں لہذا وہ جھوٹا اور سنگدل انسان بذات خود توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے۔ پھر یہ دو عظیم اور صریح جرم کرنے والے ظالم کی سزا کس بنیاد پر اور کس حساب سے کم رکھی گئی ہے؟ کیا اس کا کوئی ادنیٰ سا بھی جواز ہے؟ یہ تو وہی بات ہوئی:

جو چاہیں ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

سرسید کا قابل قدر نکتہ

اس سلسلہ میں سرسید نے ایک بہت ہی پتے کی بات کہی ہے۔ جسے ہم "خود نوشت حیات سرسید" مرتبہ ضیاء الدین لاہوری (جنگ پبلشرز) سے نقل کر رہے ہیں۔ سرسید تحریر کرتے ہیں:۔

مولوی اسماعیل دھلوی کی تکفیر

ایک مجلس علماء میں جناب مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کی تکفیر کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے ان کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے چند مقام پڑھے اور فرمایا کہ اس سے تحقیر و اہانت رسول لازم آتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ لازم آتی ہے یا انہوں نے کی ہے؟ مولانا نے فرمایا" جبکہ الفاظ اہانت پر دال ہیں تو قائل نے اہانت کی ہے ان کی مدلولات سے عدول کی کوئی وجہ نہیں۔ (یعنی جب الفاظ سے اہانت ثابت ہوتی ہے تو لازم ہے کہ الفاظ کہنے والا اہانت کا مرتکب ہوا ہے۔ اس کے ان الفاظ کے مفہوم و معنی سے روگردانی کرنے کی کوئی وجہ اور دلیل نہیں۔ ناقل)۔

(سرسید کہتے ہیں) "میں نے عرض کیا وجہ تو ہے کہ قائل ان الفاظ کا محمد رسول اللہ کا قائل ہے جس کی تصدیق تحقیر و اہانت کے منافی ہے۔ پس قائل نے تو یقینی تحقیر و اہانت نہیں کی مگر آپ اسے لازم گردانتے ہیں۔ وھذا فعلکم لیس فعل القائل۔ (یعنی یہ کام آپ نے کیا ہے کہنے والے نے نہیں کیا۔ ناقل)۔ جو شخص "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے کسی قول سے انکار شہادت رسول یا انکار قرآن یا تکذیب رسول قرار دینا نہایت جہالت و محض نادانی ہے۔

(خود نوشت حیات سرسید صـ ۳۱۴، ۳۱۵)

سبحان اللہ! سرسید نے کیا ہی انصاف، تقویٰ اور پتے کی بات کہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس کے مقابل پر علمائے ظاہر:

یہ امت کے ستارے ہیں پیامی گھپ اندھیروں کے
یہ ہیں روشن دیئے اسلام کے، پھیلائیں تاریکی!!

(پروفیسر محمد منور از نوائے وقت ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

پس قانون کے سقم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور اس کی ظاہری آڑ لیتے ہوئے کسی بدبخت اور بدطینت شخص کا اپنے ظلم و کذب اور ذاتی بغض و عناد کی بناء پر کسی بے گناہ اور بے قصور کے سر پر توہین رسالت کا الزام تھوپ دینا کسی لحاظ سے بھی کم تر جرم نہیں ہے بلکہ دوہرا جرم ہے۔ ایسے ناپاک عزائم رکھنے والے اور سفاکانہ عمل کر گزرنے والے سماج دشمن اور انسانیت دشمن لوگوں کی روک تھام اور حوصلہ شکنی کے لئے انہیں قرار واقعی اور پوری پوری سزا دینا از بس ضروری ہے۔ تبھی جا کر اس دوہرے جرم کی عقوبت کا حق ادا ہو سکتا ہے اور کسی مظلوم اور معتوب فرد یا گروہ کو قانونی تحفظ مل سکتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ہمارے ہاں بقول شخصے کفر سازی کی جو فیکٹریاں کھلی ہوئی ہیں اور جھوٹے الزامات کا جو بازار گرم ہے ان کے ٹھیکیداروں اور گماشتوں کی سرکوبی ہو سکے گی اور ساری قوم بے رحم تفرقے اور بے مہار فساد و بہتان کے عفریت سے نجات حاصل کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ اور ہم سب ایک دوسرے کے سچے خیر خواہ بن کر ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملا کر ترقی و کامرانی کی راہوں پر گامزن ہونے کے قابل بن جائیں گے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب انتباہ فرمایا ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(جواب شکوہ)

اہلسنّت والجماعت کون ہے

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ایک عمدہ نکتہ بیان کیا۔ فرمایا۔ میں نے ایک سنی مولوی سے پوچھا کہ تم اہلسنّت والجماعت بنتے ہو۔ تمہارا امام کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کئی ایک لوگ امام ہیں۔ میں نے کہا کہ امام تو ایک ہی ہوتا ہے اور وہ تمہارے درمیان کوئی نہیں اس واسطے تمہیں اہل سنت والجماعت کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں ایک ہی مذہبی جماعت (احمدیہ) ہے جو اپنا ایک امام رکھتی ہے ورنہ تمام دوسری جماعتیں شخصی ہیں۔ ان کا کوئی پیشوا نہیں۔ آپس میں "قلوبہم شتی" (الحشر:۱۵) کا مصداق بن رہے ہیں۔(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] ص ۲۲۰)

تواضع اور عاجزی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"تواضع اور مسکنت عمدہ شے ہے۔ جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا۔ اس کو چاہئے کہ عاجزی اختیار کرے۔ کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردی چیزیں کھایا کرتا تھا جس سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائے گا چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آکر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا تعالیٰ نے اسے شفا دی"۔ (ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] ص ۲۲۰)

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

خطبہ جمعہ

اس حالت میں اس رمضان سے باہر نکلو کہ اس کی برکتیں تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں اور وہ نیکیاں جو اس رمضان میں تم کمالو وہ پیچھے رہ جانے والی نہ ہوں بلکہ قدم قدم تمہارے ساتھ آگے بڑھیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء مطابق ۲۷ صلح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے) ۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۷)

یہ وہ چار آیات ہیں جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اور ان کا تعلق رمضان مبارک سے ہے۔ پہلے بھی ان آیات پر کئی بار گفتگو ہو چکی ہے۔ اس وقت میں خصوصیت سے اس کے آخری حصہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب" کہ جب تجھ سے میرے بندے میرے بارہ میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ ان کو جواب دے کہ میں قریب ہوں، گویا براہ راست جواب دیا جا رہا ہے کہ میں قریب ہوں "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" میں دعوت کرنے والے یعنی پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارے "فلیستجیبوا" میں یہ مضمون شامل ہے کہ جب میں اسے کچھ کہوں تو وہ بھی قبولیت کے ساتھ، اس بات پر عمل کرتے ہوئے اس کا جواب دے۔ "ولیومنوا بی" اور یہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں "لعلهم یرشدون" تاکہ وہ ہدایت پائیں اور حقیقت، سچائی کا راستہ پالیں۔ "یرشدون" میں عقل بھی شامل ہے، ہدایت بھی شامل ہے، ہر درست بات "یرشدون" کے تابع بیان ہو سکتی ہے، تو وہ عقل حاصل کریں اپنے لئے جو بھلائی کی باتیں ہیں وہ سمجھ سکیں اور اچھے اعمال کرنے کی توفیق پائیں۔

رمضان مبارک اس پہلو سے بہت ہی اہم مہینہ ہے کہ اس میں تمام شریعت کے احکامات اجتماعی طور پر اپنے عروج کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور تمام احکامات جس انہماک کے ساتھ، جس خلوص کے ساتھ، جس محنت کے ساتھ بجالائے جاتے ہیں جیسا اس مہینے میں ہوتا ہے ویسا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتا۔ گویا کہ گہری مشق کا مہینہ ہے۔ بعض دفعہ فوجوں کو واپس رجمنٹ سنٹر میں بلایا جاتا ہے باری باری تاکہ ایک دو مہینے جتنے بھی مقرر ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ ان سب باتوں کی دوبارہ تربیت دیں جن کی پہلے تربیت دی جا چکی تھی۔ تو رمضان کا مہینہ ایک رجمنٹل سنٹر کا کام کرتا ہے جہاں مومنوں کو دوبارہ بلایا جاتا ہے اور سہ بارہ بلایا جاتا ہے جب تک زندہ ہیں ہر سال ان کو اس مہینے میں سے گزرنا ہوگا اور اس مہینے کا جو آخری پھل بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ مجھے پکارتے ہیں میں ان کا جواب دیتا ہوں۔ پس شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں کا جواب دیں۔ یہ پہلو بہت ہی اہم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت کم ایسے ہیں، شاذ ہی کوئی ایسا ہوگا، جو اللہ کی ہر بات کا اس رنگ میں جواب دے کہ اس کے ہر فرمان کی اطاعت کرتا ہوا، لبیک کہتے ہوئے، اس کے حضور حاضر ہو۔ اس میں ہر انسان کی کمزوریاں حائل ہو جاتی ہیں، اس کی غفلتیں، اس کی کوتاہیاں، اس کی لغزشیں اور انبیاء سے نیچے نیچے جتنے طبقے کے بھی نیک لوگ ہیں ان میں بھی بارہا لغزشیں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کو نہیں دکھائی دیتیں جو غیب کی نظر سے ان کو دیکھ رہے ہیں لیکن خود ان کو اپنی ذات میں دکھائی دے رہی ہوتی ہیں اور ان میں بھی پھر مختلف مدارج ہیں۔ ایک شخص اپنی ذات کا زیادہ شعور حاصل کر لیتا ہے اور وہ اپنے گناہوں سے زیادہ واقف ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایک شخص نسبتاً کم شعور رکھتا ہے وہ اسی حد تک اپنے گناہوں سے کسی حد تک غافل رہتا ہے۔ جب یہ شعور پوری طرح بیدار ہو جائے تو اتنی قوی طاقت ہے کہ انبیاء بھی اپنے حال پر نظر کرتے ہیں تو ان کو کمزوریاں دکھائی دینے لگتی ہیں اور وہ بھی دن رات استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پس باوجود اس کے کہ انبیاء ہر معیار کے مطابق معصوم ہیں لیکن اندرونی آنکھ جب روشن ہو جائے تو اتنی روشن ہو جاتی ہے کہ معمولی سا داغ، معمولی سا نقص بھی کسی اندھیرے میں چھپا رہ نہیں سکتا۔ کھل کر ہر چیز دکھائی دینے لگتی ہے اور استغفار کا تعلق اس مضمون سے بہت گہرا ہے اور یہی ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

استغفار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ انسان ڈھانپنے کے لئے اللہ سے التجا کرے کہ یہ ننگ بھی میرا ظاہر ہو گیا، یہ ننگ بھی ظاہر ہو گیا، اسے ڈھانپ دے۔ اور جب تک علم نہ ہو کہ کون کونسا ننگ انسان میں موجود ہے، کون کون سے گناہوں سے انسان داغدار ہے، اس وقت تک استغفار دل سے حقیقت میں اٹھ ہی نہیں سکتی اور اس میں بھی پھر آگے درجے ہیں۔ بعض انسان گناہ کرتے ہیں اس سے نفرت بھی پیدا ہوتی ہے، اس سے کراہت بھی محسوس کرتے ہیں لیکن اپنی نفس لوامہ کی استطاعت سے، اس کی حد سے باہر دیکھتے ہیں۔ یعنی ایک طرف نفس ہے جو ملامت کئے چلے جا رہا ہے دوسری طرف نفس امارہ ہے جو حکم دیتا چلا جا رہا ہے اور کبھی وہ امارہ کے تابع کام کر جاتے ہیں اور کبھی لوامہ کے تابع روتے اور خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے ہیں۔ ایک جدوجہد ہے جو مستقل جاری رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی شعور کی حالت کا ایک نام ہے۔ شعور کی وہ حالت جو گناہوں کے وجود کا احساس کرتی ہے اور پھر اس پر ندامت محسوس کرتی ہے، اسے مٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ کوشش کرتی ہے کہ یہ داغ بھی دھل جائے اور داغ پیدا کرنے والا مرض بھی جڑوں سے اکھیڑا جائے۔ بعض دفعہ استغفار سے اور رونے سے اور گریہ و زاری سے داغ تو مٹ جاتے ہیں لیکن مرض قائم رہ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت بہت قابل رحم ہوتی ہے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ نہیں ہوتا جب تک موت کا وقت نہ آ جائے۔ اس وقت اللہ کی تقدیر یہ بتاتی ہے کہ تمہیں میں نے کس حالت میں وفات دی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس مضمون کو بہت ہی لطیف پیرائے میں، بہت گہرائی کے ساتھ، ایک تمثیل کے طور پر بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا بلکہ اتنا گناہ گار تھا کہ جب اس کو شعور پیدا ہوا کہ میں اتنا گنہگار ہوں تو وہ تمام ایسے لوگوں کی طرف دوڑا جو نیک مشہور تھے جو عارف باللہ مشہور تھے اور ان کے سامنے جا کر اس نے اپنا حال کہا اور ایک کے بعد دوسرے سے پوچھا کہ میری بدیوں کا تو یہ حال ہے، میرے گناہوں کی یہ وسعت ہے، اس طرح میں گھیرے میں آچکا ہوں، اور کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو تم تصور کر سکتے ہو جو میں نے نہ کیا ہو۔ اب بتاؤ میرے لئے بخشش کا کوئی سامان ہے تو

ہر سننے والے نے یہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری بخشش ممکن نہیں اور وہ ایک کے بعد دوسرے کے پاس گیا اور ایک کے بعد دوسرے کی طرف سے مایوس ہوتا رہا۔

اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے اس پہلو کو بھی میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور انسان کی مغفرت کا ایک فرق بھی دکھایا گیا ہے۔ انسان کو نہ مغفرت کی اتنی استطاعت ہے، نہ وہ گہرائی سے دلوں کے راز معلوم کر سکتا ہے کہ کسی گنہگار کے متعلق یہ بھی فیصلہ دے سکے کہ اس کی بخشش کا کوئی امکان ہے کہ نہیں۔ وہ اپنی سطحی نظر سے گنہگاروں کو دیکھتا ہے اور غصے اور نفرت کی نظر سے ان کو دیکھتا ہے اور غصے اور نفرت اور تکبر کی نظر سے اگر کسی گنہگار کی حالت کو دیکھا جائے تو بخشش کا کوئی بھی امکان نظر کے سامنے ابھرتا نہیں۔ انسان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے انسان کی بخشش ہو سکتی ہے۔ تو بخشش کے لئے ایک قسم کی انکساری کی ضرورت ہے اور یہ انکساری ایک عجیب رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب کہتے ہیں وہ توّاب ہے تو مراد ہے وہ جھکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ خود توبہ کرتا ہے وہ اپنی بلندیوں سے ان گہرائیوں تک اتر آتا ہے جہاں گنہگار پل رہے ہیں اور ان کے قریب ہو کر ان کی آواز سنتا ہے۔ یہ بھی وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے پوچھتے ہیں، میرے متعلق پوچھتے ہیں۔ "انی قریب" میں تو قریب ہوں۔ ہر بد سے بد، ہر گنہگار سے گنہگار، ہر ذلیل سے ذلیل انسان کے بھی اللہ قریب ہے جبکہ بندے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں ؎

> **اس رمضان میں بھی یہ دعا مانگیں اور اس کے بعد بھی یہ دعا مانگتے چلے جائیں کہ اے خدا اس نیکی کے بدلے ہمیں تو مل جائے اور یہ تیرا ملنا دائمی ملنا ہو اور ہم ہمیشہ احتیاج محسوس کریں کہ تو پھر بھی ملے۔**

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اس کے بعد پھر مغفرت کا کیا سوال ہے۔ مغفرت کا سوال اس ذات سے ہے جو ہر گنہگار کے، خواہ وہ کیسا ہی ذلیل ہو چکا ہو، اس کے بھی قریب رہتا ہے اگر اس میں احساس ندامت پیدا ہو اور وہ بخشش کی طلب کرنے کی طرف مائل ہو۔

تو یہ وہ کیفیت تھی اس شخص کی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ گناہوں کے انتہا تک پہنچنے کے باوجود دل میں تمنا تھی اور انسانوں کا حال یہ تھا کہ اپنی نیکیوں کی رعونت میں، اپنی نیکیوں کے تکبر میں، اس کو حقارت سے دیکھتے تھے اور رد کرتے چلے جاتے تھے اور خدا کی نمائندگی میں گویا رد کرتے تھے۔ کہتے ہیں اللہ کی ذات بہت بڑی ہے تمہارے جیسے ذلیل آدمی کو نظر بھی نہیں ڈال سکتا۔ ان پر "انی قریب" کا مضمون روشن نہیں تھا۔ مگر ایک خدا کا بندہ ایسا تھا جو حقیقت میں عارف باللہ تھا۔ جب وہ گنہگار اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ ایک ہی طریق ہے کہ تم بدی کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ اب بدی کا شہر کون سا ہے؟ ہر انسان کی ذات میں ایک بدی کا شہر آباد ہے۔ کسی کی ذات میں بہت بڑا شہر آباد ہے۔ بے انتہا اس میں گناہ بستے ہیں اور خوب کھل کھیلتے ہیں۔ کسی کی ذات میں کچھ کم آباد ہیں۔ مگر وہ معصوم جن کو خدا نے عصمت عطا فرمائی ہو ان کے سوا ہر ایک کے اندر کوئی نہ کوئی شہر بستا ہے۔ اور ایک اور شہر بھی ہے جو نیکی کا شہر ہے اس طرف ہجرت کوئی بیرونی ہجرت نہیں بلکہ اندرونی ہجرت ہے ایک انسان اپنے گناہوں سے نیکیوں کی طرف جب حرکت شروع کر دیتا ہے تو اسی کا نام بدیوں کے شہر سے نیکیوں کے شہر کی طرف یا بدوں کے شہر سے نیکوں کے شہر کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ پس اس عارف باللہ نے اسے سمجھایا کہ ایک ہی رستہ ہے کہ تم بدی کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف ہجرت شروع کر دو لیکن یہ ہجرت آسان نہیں ہوتی۔ قدم قدم مشکل پیش آتی ہے اور اچانک یہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی مسافت کا نقشہ ایسے کھینچا کہ اس نے سفر تو شروع کر دیا لیکن بہت مشکل سفر تھا اور نیکی کا شہر اس سے بہت دور تھا یہاں تک کہ چلتے چلتے اس کی موت کا وقت آ گیا اور وہ نڈھال ہو کر زمین پہ جا پڑا۔ لیکن ابھی نیکی کے شہر سے بہت دور تھا۔ اس پر اس نے کہا کہ چلو آخری دم تک کوشش تو کروں اور گھسٹتا ہوا جس حد تک بھی اس میں آخری توانائی موجود تھی، وہ گھسٹ گھسٹ کر نیکی کے شہر کی طرف حرکت کرتا رہا لیکن بدیوں کا شہر ابھی اس کے قریب موجود تھا نیکی کا شہر اس سے بہت دور تھا۔

تب اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرا یہ بندہ اپنے گناہوں کا احساس رکھتا تھا۔ اس کے دل میں شعور بیدار ہو چکا تھا اور جتنی اس میں طاقت تھی اس نے کوشش کی۔ اب ہم یوں کرتے ہیں کہ تم اس کا فاصلہ ناپو۔ نیکی کے شہر سے کتنی دور ہے اور بدی کے شہر سے کتنی دور ہے اگر نیکی کے شہر کا فاصلہ کم ہوا تو اس کی بخشش کا اعلان ہے اور اگر بدی کے شہر سے فاصلہ کم ہوا تو پھر اس کی مغفرت کا سوال نہیں۔ اور یہ حکم دے کر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یہ انتظام کیا کہ فرشتے جو بدی کے شہر سے فاصلہ ناپتے تھے وہ فاصلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ اور جب نیکی کے دور شہر کو انہوں نے ناپنا شروع کیا فاصلے کو تو وہ گز لمبے ہو گئے اور بہت جلد جلد فاصلہ طے ہونے لگا۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے یہی دیکھا اور یہی پایا اور یہی عرض کیا کہ اے اللہ دیکھنے میں تو یہ نظر آتا تھا کہ بدیوں کے شہر کے قریب تر ہے لیکن جب ہم نے ناپا تو یہ عجیب بات ہوئی ہے کہ یہ نیکیوں کے شہر کے قریب ملا ہے۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مغفرت، گناہ، بخشش اور بظاہر گئے گذرے ہوئے انسانوں کے احوال، ان کی بخشش کا گہرا فلسفہ، یہ سب کچھ بیان فرما دیا ہے۔ اور حیرت انگیز تمثیل ہے اس سے زیادہ خوبصورت اور حسین اور حقیقت پر مبنی جو اپنی تمام تر تفاصیل کے لحاظ سے سچی ہو اور تمثیل آپ کو کبھی دکھائی نہیں دے گی۔

حضرت عیسیٰؑ کی تماثیل بھی مشہور ہیں۔ بہت میں نے غور کر کے دیکھی ہیں اور بھی بہت سی تمثیلیں پڑھی ہیں مگر جتنا گہرا اثر میرے دل پر اس تمثیل کا ہے کبھی کسی اور تمثیل کا نہیں پڑا کیونکہ کوئی مبالغہ نہیں۔ لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف سچی بات، اور ذرا سا اپنے ذہن کو اس میں ڈوبنے دیں تو ہر بات کھلی کھلی مدلل دکھائی دینے لگتی ہے کہ ہونا اسی طرح چاہئے تھا۔ چنانچہ یہ وہ مضمون ہے "انی قریب" کا۔ کہ اس نے خدا کی آواز پہ لبیک کہنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اگرچہ یہ کوشش بعض دفعہ مکمل نہیں ہوتی اور اس کوشش کو وہ پھل نہیں لگتا جو دنیا کی نظر سے پھل دکھائی دے۔ وہ مرنے والا بظاہر گنہگار ہی مرتا ہے لیکن اللہ نے جو تقدیر مغفرت کی جاری فرمائی ہے، جو دلوں کی پاک تبدیلی پر نظر رکھتا ہے، جو خالصۃً اللہ کی خاطر ایک تبدیلی کے خواہش مند کی کوشش کو جس طرح خدا دیکھتا ہے یہ وہ ساری باتیں اس تمثیل میں بیان ہوئی ہیں اور یہ مضمون بھی بیان ہو گیا کہ کیوں یہ دعا کرو "وتوفنا مع الابرار" کہ اے اللہ ہمیں نیکوں کے ساتھ نیکوں کی معیت میں وفات دینا۔ ہو سکتا ہے بدیوں کی حالت میں بھی وفات آ جائے مگر اللہ کی نظر میں اگر وہ چاہے تو ہر شخص کی موت جس کے حق میں وہ فیصلہ کرے نیکوں کی موت شمار ہو سکتی ہے۔

پس یہ دو اہم مضامین ہیں جن کی طرف میں رمضان میں داخل ہونے سے پہلے آپ کو متوجہ کرتا ہوں اور آپ سے یہ خصوصیت سے توقع رکھتا ہوں کہ اس رمضان میں اپنے لئے بھی یہ دعائیں کریں گے اور میرے لئے بھی دعائیں کریں گے اور جماعت کے تمام دوسرے کمزوروں اور نیکوں کے لئے برابر یہ دعائیں کریں گے کیونکہ اگر خدا کی نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں کوئی بھی نیک نہیں۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب نیک کہا گیا تو آپ نے کہا، نہیں میں نیک نہیں ہوں وہی نیک ہے ایک۔ حقیقت میں نیکی کا شعور درجے رکھتا ہے اور میلی آنکھ سے وہ حقائق نظر نہیں آتے جو صاف شفاف آنکھ سے نظر آتے ہیں۔

اس لئے دو باتیں ہیں جو بہت ہی بنیادی ہیں ہماری بخشش اور نیک انجام کے لئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ وہ شعور پیدا کر دے جس شعور کے نتیجے میں وہ شخص جس کا تمام سینہ بدیوں کا شہر بن چکا تھا باوجود اس کے کہ موت سے پہلے وہ اسے نیکیوں کے شہر میں تبدیل نہیں کر سکا۔ مگر اللہ کی مغفرت کی آنکھ نے اسے اس طرح دیکھا کہ اس کی اس کوشش ہی کو قبول فرما لیا۔ تو ایک تو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی وہ شعور بیدار کر دے اور یہ رمضان اس حالت میں ہم پر گزرے کہ یہ شعور بیدار بھی ہو اور پھل بھی لائے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی آواز ہم سنیں اور پھر اس رمضان

SCL

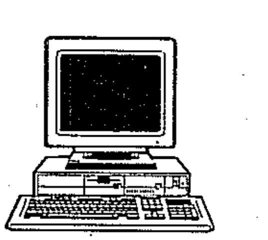

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

سے گزریں۔ اور دوسرے جب وقت آئے تو پھر فاصلے اس طرح نہ ناپے جائیں جو انصاف کے ترازو سے جیسے تولا جاتا ہے یا انصاف کے گزوں سے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ رحمت کے ترازو سے ہم تولے جائیں اور رحمت کے گزوں سے ہمارے فاصلے ناپے جائیں۔ یہی ایک صورت ہے جو مغفرت کی صورت ہے۔ تو اپنے لئے، اپنے بھائیوں کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، میرے لئے، میرے سب رفقاء کار کے لئے جو جماعت میں ہر جگہ میرے ساتھ کام کر رہے ہیں اور تمام دنیا کے لئے یہی دعائیں کریں اس رمضان میں جیسا کہ میں ہر رمضان میں کسی خاص دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں میں اس رمضان میں آپ کو اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

رمضان کے تعلق میں ہماری ذمہ داریاں ہم پر روشن کر رہی ہیں اور رمضان کے فیوض بیان کر رہی ہیں اور وہ احادیث جو ہمیں دکھا رہی ہیں کہ یہ مہینہ برکتوں والا ہے۔ ایسا مغفرتوں والا ہے کہ اگر اس سے بھی خالی ہاتھ گزر گئے تو بہت بڑی محرومی ہوگی۔ پس اس پہلو سے میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایک ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول عند رویۃ الھلال میں مذکور حدیث ہے۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے اے میرے خدا یہ چاند امن وامان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔

> **دعائیں کریں، استغفار کریں اور اللہ سے روزے کی وہ جزا مانگیں جو اللہ نے خود بیان فرمائی ہے کہ وہ جزا میں ہوں۔ اگر اس رمضان میں ہمیں یہ جزا مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔**

یہ جو دعا ہے اس سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی وسیع تر نظر کی طرف خیال متوجہ ہوتا ہے۔ رمضان کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے لیکن رمضان کا چاند جو امن کا پیغام لاتا ہے، جو نیکی کا پیغام لاتا ہے آپ یہ دعا نہیں کرتے کہ اس مہینے کا چاند روزانہ ایسا نکلے۔ آپ فرماتے ہیں اے خدا ہمارا سارا سال ایسا ہو جائے کہ وہ برکتیں جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہیں وہ امن جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہے وہ ہمارے ہر روز کے چاند کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ امن اور صحت اور سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی چاند کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔ یہ اللہ کے بعض فرمودات بعض اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا نشان بنتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کے بغیر اس سے ہمارا ذاتی تعلق کوئی نہیں ہے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔ اس کی عربی یاد کرنا تو مشکل ہوگا لیکن اردو الفاظ یاد رکھیں۔ میں ایک دفعہ پھر دہراتا ہوں۔ جب بھی نیا چاند نکلتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کے حضور یہ دعا عرض کرتے۔ اے میرے خدا یہ چاند امن وامان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔

دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ یعنی عید مناؤ۔ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو یعنی رمضان سے پہلے مہینے کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔ اگر چاند دکھائی نہ دے اور شبہ ہو تو اس صورت میں ایک دن آگے بڑھانے کا ارشاد ہے جلدی کرنے کا نہیں ہے۔ حالانکہ رمضان بہت بابرکت مہینہ ہے اور اس میں داخل ہونے کا شوق ہے۔ مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے اور آپؐ نے جو اللہ کا منشاء سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ نیکی دکھانے کی خاطر ایک دن پہلے روزہ نہ رکھ لیا کرو اس شک میں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو۔ اور یہ واقعہ ہے کہ بہت سی دنیا میں ایسے علاقے ہیں جہاں اس معاملے میں اسی طرح شدت کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ بعض نزدیک کے علاقوں سے بھی دو دو دن پہلے روزے رکھ لئے جاتے ہیں۔ اور یہ جو کجی ہے طبیعت کی یہ آخر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ عید بھی دو دو دن پہلے منالی جاتی ہے جبکہ ابھی رمضان جاری و ساری ہو۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ جہاں چاند کا شک ہو وہاں شعبان کے تیس دن پورے کرو اور پھر اسی اصول کے تابع عید کا فیصلہ کرو۔ دو الگ الگ اصول نہیں ہوں گے۔ پھر اگر شک ہو کہ عید کا چاند نکلا ہے کہ نہیں نکلا تو پھر پورے تیس دن رمضان کے پورے کرو اور پھر عید مناؤ۔ اب اس دفعہ جب یہ فیصلہ ہونا تھا کہ رمضان کب شروع ہو رہا ہے تو جو کمیٹی بٹھائی گئی انہوں نے رپورٹ کی کہ غالب گمان یہی ہے کہ یکم کی رات کو رمضان کا چاند طلوع کرے گا اس لئے دو کو رمضان بن سکتا ہے لیکن ایک امکان یہ بھی ہے کہ شاید ایک دن پہلے چاند طلوع ہو جائے۔ اس پر میرے ذہن میں تو ذرہ بھی تردد پیدا نہیں ہوا یہ فیصلہ کرنے پر کہ پہلی بات کے تابع چلیں اور جس دن دیر میں چاند نکلنے کا احتمال ہے اس کو اختیار کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اگر شک ہو تو پھر تیس دن پورے کرو۔

دوسرے یہ بات بھی میں نے ان کو سمجھائی کہ آپ کا جو حساب ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ جو اہل علم ہیں وہ بتاتے ہیں کہ دو طرح سے چاند دیکھنے کا امکان پیدا ہوتا ہے ایک اس وقت کے لحاظ سے جتنی دیر وہ افق سے اوپر رہتا ہے۔ ایک خاص وقت کے اندر اندر وہ دکھائی نہیں دے سکتا۔ اس وقت سے اوپر نکلے یعنی اگر پندرہ منٹ ہیں اس وقت کے تو جب تک وہ سولہ منٹ کا نہ ہو اس وقت تک دکھائی دینے کا امکان ہی کوئی نہیں۔ اگر وہ سولہ منٹ اوپر رہتا ہے تو پھر ایک منٹ تک اس کو دیکھا جا سکتا ہے یعنی بعینہٖ سولہ نہیں شاید بیس منٹ ہوں مگر مثال دے رہا ہوں۔ ایک یہ زاویہ ہے جس سے چاند کے نکلنے کے امکان کو جانچا جا سکتا ہے۔ ایک زاویہ ہے چاند کا زمین سے زاویہ۔ وہ ایک خاص زاویہ سے اوپر دکھائی دے سکتا ہے۔ اب اگر میرے ہاتھ کو آپ زاویہ سمجھیں بنتا ہوا۔ اگر یہ زاویہ نیچے ہو تو اس کا مطلب ہے وہ Horizon یعنی افق کے بہت قریب ہے اور افق کے قریب ہونے کی وجہ سے جو رستے میں دھند اور کئی قسم کے غبار ہیں وہ اس کی رویت کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ اور اگر زاویہ اونچا ہو تو اس بات کا واضح امکان ہو جاتا ہے کہ اس کی روشنی کثیف فضا سے لمبا عرصہ نہیں گزرتی بلکہ جلد ہم تک پہنچتی ہے اس لئے اس کے نظر آنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ تو انہوں نے ایک پہلو سے یہ دیکھا کہ چاند نظر نہیں آ سکتا اور دوسرے پہلو سے، زاویئے سے دیکھا کہ شاید نظر آ جائے۔ تو ان کو میں نے کہا کہ اصول یہ ہے کہ جس پہلو سے نظر نہیں آ سکتا وہ غالب ہو گا اور دوسرے کو کاٹ نہیں سکتا وہ۔ اس لئے کم سے کم کا اصول یہاں رائج ہے۔ جس زاویئے میں دقتیں زیادہ ہیں وہی فیصلہ کرے گا کہ دوسرے زاویئے سے بھی نظر آ سکتا ہے کہ نہیں۔ تو بہرحال حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ جو نصیحت ہے یہ ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نیکی میں زبردستی کرنے والوں کی بات قبول نہیں کرتا بلکہ جو رعایتیں دیتا ہے انہی کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی حقیقی نیکی ہے۔

بخاری کتاب الصوم میں یہ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اب یہ مسئلہ جو ہے بہت ہی گہرا ہے چھان بین والا مسئلہ ہے کہ ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت۔ ایمان کے تقاضے کیا کیا ہیں اور کن تقاضوں کو ہم پورا کر رہے ہیں اور ثواب کی نیت میں کیا کیا باتیں داخل ہیں بعض دفعہ فرض کی مجبوری سے بھی انسان اٹھتا ہے وہ بھی نیکی ہے مگر ثواب کی نیت سے اٹھنا ایک اور مضمون ہے۔ فرض نہ بھی ہو تو ایسے لوگ راتوں کو اٹھتے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو ان دونیتوں کے ساتھ رمضان کی راتوں میں اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

پس اس پہلو سے جہاں یہ خوشخبری ہے وہاں انذار کا بھی رنگ رکھتی ہے۔ دراصل انذار اور خوشخبری یہ دونوں اتنے ملے جلے مضمون ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کلیۃً الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر انذار خوشخبری رکھتا ہے۔ یہ کام نہ کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے۔ یہ کام کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ تو ہر شخص جو انذار کی آواز سنتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے انذار خوشخبری لے کے آتا ہے۔ رستوں پر جگہ جگہ بورڈ لگے ہوتے ہیں "تیز موڑ ہے، ایک دم اونچائی آنے والی ہے، ایک طرف گڑھے ہیں یا برف جمی ہوئی ہے"۔ یہ باتیں جو ہیں انذار ہیں لیکن اس انذار کو ہٹائیں تو دیکھیں کتنے دکھ پیدا ہوں گے۔ تو انذار کی کوکھ سے خوشخبریاں پیدا ہوتی ہیں اور خوشخبریاں

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

بھی انذار کے بیچ دیتی ہیں اگر ان خوشخبریوں پر عمل نہ کیا جائے اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو فرمایا اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس اگر کوئی بدنصیب رمضان سے گذرے اور گناہ نہ بخشے جائیں تو بڑی بدنصیبی ہے۔ پس اس پہلو سے یہ خوشخبری ایک انذار کا بھی رنگ رکھتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے صحیح مسلم کتاب الصیام سے لی گئی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ”الصیام جنۃ“ کہ رمضان کا مہینہ یا روزے رکھنا ایک ڈھال ہے۔ ڈھال سے جس طرح انسان مختلف تیروں اور تلواروں یا نیزوں کی ضربوں سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح شیطان کے نیزوں اور تلواروں اور اس کے تیروں کی ضرب سے انسان محفوظ رہتا ہے اگر وہ روزے رکھے اور ان کا حق ادا کرے تو ماہ صیام پورے کا پورا ایک ڈھال بن جاتا ہے مومن کے لئے۔ اس کی راتیں بھی ڈھال ہیں، اس کے دن بھی ڈھال ہیں۔ اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چاند کے حق میں یہ دعا دی تھی کہ تو روز اسی طرح برکتوں اور خیر کے ساتھ نکلے۔ اسی طرح ہم یہ دعا بھی کریں کہ اے خدا رمضان کے بعد بھی یہ ڈھال ہمارا ساتھ نہ چھوڑے اور ہمارے آگے آگے بڑھے اور ہمارے دائیں اور بائیں اور پیچھے ہر قسم کے حملوں سے ہمیں ہمیشہ محفوظ رکھے۔

بخاری کتاب الصوم میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت درج ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے لیکن آپؐ کا صدقہ و خیرات اس وقت سب سے زیادہ ہوتا تھا جب رمضان میں جبرائیل آپ سے ملتے تھے۔ جبرائیل آپؐ کو رمضان کی ہر رات کو ملتے تھے اور آپ کے ساتھ قرآن کریم کا، جو اس وقت تک نازل ہو چکا ہو، دور مکمل کرتے تھے۔ رمضان میں آپ تیز تند ہوا سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ آپ کے صدقہ و خیرات کی مثال تیز ہواؤں سے دی جاتی ہے مگر رمضان میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس ہوا نے جو پہلے بھی تیز تھی جھکڑ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ بکثرت صدقہ و خیرات کرتے تھے۔

> **اللہ تعالیٰ نیکی میں زبردستی کرنے والوں کی بات قبول نہیں کرتا بلکہ جو رعایتیں دیتا ہے انہی کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی حقیقی نیکی ہے۔**

آجکل جو صدقہ و خیرات کے محل ہیں ان میں بوسنیا کے مظلوم بھی ہیں کشمیر کے مظلوم بھی ہیں اور روس میں مختلف علاقوں میں جو مظلوم پائے جاتے ہیں وہ بھی ہیں افریقہ کے بہت سے علاقوں کے مظلوم ہیں اور کئی طرح سے دین میں ہر طرف انسان ظلموں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ روزمرہ کی غربت کا نشانہ بھی ہے۔ روزمرہ کے فاقوں کا نشانہ بھی ہے، اپنی قوم کے سرداروں کی بے حسی سے بھی دکھ اٹھا رہا ہے، اپنے گناہوں سے دکھ اٹھا رہا ہے، طرح طرح کے ایسے عوامل ہیں جو اس کی تکلیفوں میں اضافہ کرتے چلے جارہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔ تو ان سب کو صدقہ و خیرات میں شامل کرنا ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے جو اور بھی بہت سے نیکی کے کاموں میں مشغول ہے اور بہت بوجھ اٹھائے چل رہی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ سوفیصدی ان تقاضوں کو پورا کر سکے مگر وہی بات ہے کہ گناہوں کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف جانے کا وقت نہیں تھا، توفیق نہیں تھی۔ مگر کوشش ایسی کی کہ گھسٹ گھسٹ کے بھی بڑھنے کی کوشش کی۔ تو عام طور پر جو آپ صدقہ خیرات دیتے ہیں، سارے مالی بوجھ اپنی جگہ قائم اور دائم ہیں، جو فرائض ہم پر عائد ہوئے ہیں جو ذمہ داریاں ہم قبول کر چکے ہیں ان کو کم نہیں کر سکتے، لیکن کچھ اور اگر نکال لیں گویا گھسٹ گھسٹ کر بدیوں کے شہر سے نیکیوں کے شہر کی طرف بڑھ رہے ہوں تو یہ ادا اللہ کو بہت پیاری لگے گی اور اس ادا کے صدقے ہمارے بہت سے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ پس اپنے اپنے حالات پر نظر ڈالیں عام حالات میں جو آپ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے رمضان میں ضرور اسے تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی تھی۔

ایک حدیث یہ بھی بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ روزے دار کی منہ کی بو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا کی خاطر بنا رکھا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

اس حدیث میں جس طرح اثر انداز طریق پر روزے کی اہمیت اور روزے کا جو عظیم اجر ہے وہ بیان فرمایا گیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے بھی میں اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ آج میں آپ کو صرف یہ کہوں گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ یہ ایک روزمرہ کی حقیقت ہے، ہر شخص کے تجربے میں۔ اور کتنی سچی حقیقت ہے۔ وہ لوگ جو بیمار بھی ہوں جن کو بھوک نہ بھی لگتی ہو روزہ رکھنے کے بعد جو افطار کا لطف حاصل کرتے ہیں اس کی اور کھانوں میں مثال دکھائی نہیں دیتی۔ ایک خاص اس کی کیفیت ہے جو افطار کے وقت انسان کو میسر آتی ہے جس کی فرحت کی کوئی مثال کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتی یہ بات جتنی سچی ہے اتنی ہی دوسری بات بھی سچی اور قطعی ہے کہ اللہ کی رویت بھی نصیب ہو سکتی ہے اور اس کا ایک اپنا مزہ ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کو دو فرحتیں ملتی ہیں رمضان میں۔ اگر ہم ایک فرحت کے وعدے کو سچا دیکھتے ہوں اور دوسری فرحت کے وعدے کا انتظار کرتے رہیں اور ہمارے حق میں پورا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلا مزہ بھی جھوٹا مزہ تھا، بے معنی اور بے حقیقت مزہ تھا۔ اگر افطار کا مزہ سچا ہوتا تو پھر وہ افطار بھی اللہ کرواتا جو خدا سے دوری کے بعد اس کے وصل کا افطار ہے۔ اور اس پہلو سے بھی رمضان میں خصوصیت کے ساتھ محنت کریں، دعائیں کریں، استغفار کریں اور اللہ سے روزے کی وہ جزا مانگیں جو اللہ نے خود بیان فرمائی ہے کہ وہ جزا میں ہوں۔ پس اگر اس رمضان میں ہمیں یہ جزا مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔ اس جزاء کے بعد تو پھر اور کوئی جزاء باقی ہی نہیں رہتی، اس کی اہمیت کوئی نہیں رہتی۔

کہتے ہیں سب کچھ خدا سے مانگ لیا اس کو مانگ کر (یا اس سے ملتا جلتا ہے)
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یہ شعر پوری طرح مجھے یاد نہیں بیچ میں میں نے وزن پورا کر لیا ہے مگر مضمون یہی ہے اور بڑی قوت والا مضمون ہے کہ خدا سے خدا کو مانگ کر ہم نے سب کچھ ہی مانگ لیا ہے۔ اس کے بعد کسی اور دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس طرح ایک نسبتاً سطحی رنگ میں پیش نہیں فرمایا مثلاً یہ اس کا سطحی پہلو ہے کہ ”اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“۔ کون ہے جو خدا سے خدا کو مانگ کر یہ ضمانت بھی اپنے اندر رکھتا ہو، اپنے ساتھ رکھتا ہو کہ وہ خدا کے ساتھ وفا کے تقاضے پورے کرے گا اور آئندہ اسے خدا سے مانگنے کی احتیاج نہیں رہی۔ تو شعر دیکھنے میں بڑے اچھے لگا کرتے ہیں مگر جب آپ ڈوب کر دیکھتے ہیں اچھی باتوں میں تو پھر پتہ چلتا ہے کہ کون سی باتیں گہری صداقت پر مبنی ہیں اور ان کا چہرہ بھی حسین ہے ان کا باطن بھی حسین ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہر بات یہ دونوں حسن رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار میں بھی اور آپ کی نثر میں بھی یہی پہلو سب سے نمایاں ہے جس کی وجہ سے آپ کی تحریر اور نظم میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
واں چہ می خواہم از تو نیز توئی

کہ میرا تو دونوں جہان میں تو ہی عزیز ہے۔ وہ جو میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ تو ہے۔ تجھے، تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ اور یہ دعا ساری عمر کا ساتھ تھی۔ ایسی دعا نہیں تھی کہ جس کے لئے ہاتھ اٹھیں اور پھر گر جائیں تو پھر کبھی نہ اٹھیں۔ ایسی دعا آپ نے مانگی کہ آخر وقت تک آپ کی یہی دعا جاری رہی جب کہ خدا مل بھی چکا تھا، ساتھ رہتا تھا، بعض دفعہ ساری ساری رات آپ کو خوشخبریاں دیتا تھا مگر یہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کبھی ساقط نہیں ہوئی۔ تو اس رمضان میں بھی یہ دعا مانگیں اور اس

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

رمضان کے بعد بھی یہ دعا مانگتے چلے جائیں کہ اے خدا اس نیکی کے بدلے ہمیں تو مل جائے اور یہ تیرا ملنا دائمی ملنا ہو اور ہم ہمیشہ احتیاج محسوس کریں کہ تو پھر بھی ملے۔

اس مضمون کا ایک پہلو ہے جس کی طرف میں آپ کو اب متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا کا ملنا کوئی ایسا ملنا نہیں جیسے بندے کا ملنا ہو اور اس کے بعد ملاقات کی آرزو اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور مکمل ہو جائے اور انسان سیراب ہو جائے۔ خدا کا ملنا تو ایک لامتناہی سفر کی مثال رکھتا ہے۔ ہر قدم جو منزل کی طرف اٹھ رہا ہے وہ کچھ ملاقات کا مزہ دیتا ہے لیکن جہاں ٹھہر جائیں وہاں محرومی اور ہجر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہاتھ بھی اٹھتے ہیں اور اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ قدم بھی اٹھتے ہیں اور اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی ایسا مقام نہیں آتا کہ جہاں ہاتھ گر جائیں یا قدم رک جائیں اور اگر آئے گا تو وہی موت کا اور ہجر کا مقام ہے جس میں خدا کی حاصل کردہ لقاء کے جو پہلے پھل تھے وہ بھی ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی لقاء کا یہ جو مضمون ہے یہ ان معنوں میں بہت گہرائی رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اندر سفر لامتناہی سفر ہے۔ اللہ کی ذات کا کوئی عرفان اول تو بذات خود ممکن نہیں۔ اللہ ہی خود ظاہر ہو تو ممکن ہے اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ خدا کے ہاں بھی ایک انکساری پائی جاتی ہے اور وہ انکساری نہ ہو تو ہمارے درمیان کوئی اتصال کی صورت باقی نہ رہے۔

> استغفار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ انسان ڈھانپنے کے لئے اللہ سے التجا کرے کہ یہ ننگ بھی میرا ظاہر ہو گیا، یہ ننگ بھی ظاہر ہو گیا، اسے ڈھانپ دے۔ اور جب تک علم نہ ہو کہ کونسا ننگ انسان میں موجود ہے۔ کون کون سے گناہوں سے انسان داغدار ہے اس وقت تک استغفار دل سے حقیقت میں اٹھ ہی نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں فرماتا ہے "لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کون آنکھ ہے جو خدا کو پا سکتی ہے، ناممکن ہے "وھو یدرک الابصار" وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے خود۔ تمہیں وہم ہے کہ تمہاری نظریں دور دور تک جاتی ہیں۔ اور یہ صورتحال عام انسانی بصیرت کے تجربے کے اوپر بعینہ صادق آتی ہے۔ اگر سورج کی روشنی خود سفر کر کے ارب ہا ارب میل سے بظاہر تنزل اختیار کرتے ہوئے ہماری آنکھوں تک نہ پہنچے تو ہماری آنکھ کی بصیرت اپنی ذات میں تو کوئی طاقت نہیں رکھتی کہ باہر نکلے اور اندھیروں کے سینے پھاڑ کر حقائق تک پہنچ سکتی ہو۔ کسی چیز کا بھی ادراک نہیں کر سکتی۔ پس آسمان سے روشنی اترتی ہے اور وہ آنکھوں تک پہنچتی ہے اور اس سے انسان دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے اگر اندرونی نور ہو لیکن اپنی ذات میں وہ نور ایک ساقط نور ہے اس میں توفیق ہی نہیں ہے کہ نظر سے اچھل کر باہر جا سکے اور باہر کے گردوپیش کا جائزہ لے سکے۔

تو جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے اس میں تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ انسان اپنی کوشش اور کھوج اور جدوجہد اور حرکت کے نتیجے میں خدا کو پا لے۔ "لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کوئی آنکھ نہیں ہے جو اس کا ادراک کر سکے۔ وہ آنکھوں کو پاتا ہے یعنی ان تک پہنچتا ہے اور خود اپنے جلوے دکھاتا ہے اور اس کا ہر جلوہ لامتناہی ہے۔ آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ ہے۔ "کل یوم ھو فی شان" ہر روز، ہر آن اس کے جلوے بدلتے ہیں اور لامتناہی ہیں۔ آج ایک شان سے ظاہر ہو رہا ہے کل دوسری شان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ہم تو موسموں میں بھی نہیں پہچانتے کہ یہ خدا ہی کی شانیں ہیں جو بدل رہی ہیں۔ لیکن گہرے عرفان کے معاملے جب ہوں تو اکثر آنکھیں ان باتوں کے ادراک سے اندھی رہتی ہیں اللہ ہی توفیق عطا کرے تو عطا ہوتی ہے۔

پس وہ ہاتھ جو دعا کے لئے اٹھیں، جو لقاء باری تعالیٰ مانگیں، وہ حقیقت میں ایک ایسی چیز مانگتے ہیں جس کی لقاء کا سفر کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر منزل کے بعد ایک اور منزل ہے لیکن ہر منزل کچھ لقاء کا لطف ضرور دیتی ہے۔ یہ ایسا دور کا وعدہ نہیں کہ اس کی پیروی میں آپ مسلسل سفر کرتے رہیں اور جب تک وہ آخری مقام نہ پہنچے آپ سیراب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سفر کی مثال دنیاوی گمراہیوں میں بھٹکنے کی مثال کے طور پر پیش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو دنیا کی لذتوں میں اور عیش و طرب میں جدوجہد کرتے چلے جاتے ہیں ان کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جو سراب کے پیچھے پانی سمجھ کر دوڑ رہا ہو اور وہ دوڑتا چلا جاتا ہے اور ہر قدم سراب اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام جسے وہ پانی کا مقام سمجھتا تھا، جب وہاں پہنچتا ہے تو اللہ کو اپنا حساب دینے کے لئے وہاں موجود پاتا ہے اور کوئی سیرابی نصیب نہیں ہوتی۔ تو نعوذ باللہ خدا کی لقاء کا سفر سراب کا سفر نہیں ہے۔ بلکہ ہر قدم آپ نہ صرف اس پانی کے سرچشمہ کے قریب ہوتے ہیں بلکہ اس سے سیراب بھی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ایک لامتناہی چشمہ ہے جس کی سیرابی کی طاقت آپ کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔ آپ سیرابی محسوس بھی کرتے ہیں لیکن آئندہ آنے والی سیرابی کے تصور سے آپ کے دل میں ایک نئی پیاس بھی جاگ اٹھتی ہے۔ اور پھر جوں جوں پیاس بڑھتی ہے توں توں اس خدا کی لقاء کے پانی میں سیراب کرنے کی طاقت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

تو یہ دعا کریں کہ اے خدا اس رمضان میں ہمیں وہ لقاء نصیب فرما جو جاری و ساری لقاء ہے جس کا سفر کہیں ختم نہیں ہوتا۔ کسی منزل پر بھی اس لقاء کو ہم ایک آخری منزل مراد قرار نہیں دے سکتے۔ یہ وہ منزل مراد ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے، ہر قدم منزل مراد کی طرف اٹھ رہا ہے اور ہر قدم منزل مراد کو پا بھی رہا ہے۔

> رمضان مبارک اس پہلو سے بہت ہی اہم مہینہ ہے کہ اس میں تمام شریعت کے احکامات اجتماعی طور پر اپنے عروج کو پہنچ جاتے ہیں۔

اور پھر آخر پر میں اسی حدیث کے مضمون کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ وہ گنہگار جس نے سفر شروع کیا تھا اس کا یہی حال تھا۔ اس نے دراصل ایک ایسا سفر شروع کیا تھا جو لامتناہی تھا کیونکہ فی الحقیقت اگر آپ گناہوں کا شعور حاصل کریں تو کبھی بھی یہ ممکن نہیں کہ کلیۃً گناہوں کے داغ دھونے کے بعد اس شہر کو جو دل میں بستا ہے نیکی کا شہر قرار دے سکیں۔ مگر ہر قدم جو اٹھتا ہے وہ کچھ فرحت، کچھ مغفرت کے وعدے لے کر ضرور آتا ہے اور وہی پہلو ہے جس کی طرف یہ حدیث یعنی اس پہلو کی طرف بھی یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ تم سفر شروع کر دو۔ یہ سفر نہ ختم ہونے والا ہے۔ مگر اللہ اپنی مغفرت اور رحمت سے جس طرح پیمائشیں کرتا ہے اس پہلو سے ہر مسافر، ہر مقام پر جہاں بھی وہ مرتا ہے بخشش کی حالت میں جان دیتا ہے۔

پس اے گنہگار بندو! جن میں میں بھی شامل ہوں اور اول طور پر شامل ہوں۔ خدا کی بخشش سے مایوس نہ ہو اور ان امور کا شعور حاصل کر کے ان کا عرفان حاصل کر کے اپنے رمضان کو زندہ کر دو اور جگا دو۔ اور اس حالت میں اس رمضان سے باہر نکلو کہ اس کی برکتیں تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں اور وہ نیکیاں جو اس رمضان میں تم کما لو وہ پیچھے رہ جانے والی نہ ہوں بلکہ قدم قدم تمہارے ساتھ آگے بڑھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ — مختصرات

نیز فرمایا کہ واقفین نو بچوں میں سے جو تحقیق کا رجحان رکھتے ہوں ان کو اس قسم کے تحقیقی تعلیمی اداروں میں تعلیم دلوائی جائے۔ خصوصاً لڑکیوں کو کیونکہ کتابی تحقیق کرنا ان کے لئے گھر بیٹھے ممکن ہو گا جبکہ لڑکوں کے سپرد تحقیق کا وہ کام ہو جس میں دنیا میں جگہ جگہ پہنچ کر تحقیق کرنا ضروری ہے۔

۲۳ فروری بروز جمعرات۔

کل والے مضمون کے تسلسل میں فراعین مصر کی تاریخ پر مزید روشنی ڈالی۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر دشمنوں نے جو اعتراضات کئے ہیں اس کا جواب دیا۔

مختلف حوالہ جات کی روشنی میں بتایا کہ فرعون کی کونسی بیوی کا نام آسیہ تھا اور اس ضمن میں فرعون کی اولاد کے بارہ میں بھی ذکر فرمایا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ آسیہ، ہامان اور قارون کے بارہ میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور یہ ہونی چاہئے۔

مزید فرمایا کہ علمی مسائل میں اختلاف کرنا ہرگز گناہ نہیں بشرطیکہ یہ تقویٰ سے ہو۔

[نوٹ]

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جو احمدی محققین حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون سے متعلق مختلف امور پر تحقیق کی نیت رکھتے ہوں ان کو ۲۰ فروری سے لے کر ۲۳ فروری تک کے درس القرآن کی ریکارڈنگ کو پوری تفصیل اور توجہ سے سننا بہت ضروری ہے اور ان مضامین کو اچھی طرح سمجھ کر اپنی تحقیقات کا آغاز کرنا چاہئے۔

۲۴ فروری بروز جمعتہ المبارک۔

۲۸ اپریل ۱۹۹۴ء والا پروگرام "ملاقات" آج دوبارہ دکھایا گیا۔ (ع - م - ر)

BOTTLING PLANT
FULLY AUTOMATIC FILLING & SEALING MACHINE
ALWID-MATADOR D MODEL 1986
ROW DOSING SYSTEM, UNIVERSAL - D
8 FILL STATION 1 HEAD, SEAL SYSTEM
OUTPUT: 2000 BOTTLE-HOUR, FILLING VENTIL DIAM. 15MM
VOLUME: CAPACITY UPTO 1,0 LITER
EACH SIDE 1 METRE CONVEYER BELT
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

چھوٹے بچے ___ بڑا کام

(پروفیسر میاں محمد افضل)

قارئین! آیئے آپ کو ایک اجتماع میں لے چلیں۔ اس اجتماع میں کچھ سروں میں چاندی کے تار چمک رہے ہیں مگر زیادہ تر سیاہ بال اور جوان چہرے نظر آرہے ہیں مگر ایسے چہرے جو پر سکون بھی ہیں اور پر نور بھی۔ جن پر ایک ٹھہراؤ کی کیفیت ہے، ایک طمانیت۔ اور ان ہنستی مسکراتی آنکھوں والے نوجوانوں کے اس جذبے میں شریک ہیں ان کے بچے بھی۔ دو تین سال کے ننھے منے سے بھی اور چھ سات سال کے بھی۔ یہ اجتماع ہے واقفین نو کا جن کے والدین بھی ان کی کارکردگی سراہنے کی تقریب میں شرکت کر رہے ہیں ـ جگہ ہے لاہور کا دارالذکر۔ میں ایک کونے میں بیٹھا ان والدین کے چہروں پر ٹکٹکی جمائے ہوئے ہوں۔ ان میں کچھ ایسے بھی نوجوان دکھائی دے رہے ہیں جن کی شادی غالبًا دو چار سال قبل ہی ہوئی ہے۔ انہوں نے پہلے بچے کی آمد کی بڑے اشتیاق سے انتظار کی ہوگی۔ مستقبل کے پروگرام ترتیب دئے ہونگے۔ دعائیں مانگی ہونگی ـ اللہ کرے لڑکا ہو اور اگر لڑکا ہوا تو اسے انجینئر بنائیں گے، ڈاکٹر بنائیں گے، بزنس مین بنائیں گے۔ سوچ کے سات محل کھڑے کئے ہونگے۔ اور پھر غالبًا یوں ہوا کہ ایک آواز کان میں پڑی۔ ایک تحریک ہوئی۔ اپنے بچوں کو دین کے لئے وقف کریں اور اس نوجوان جوڑے نے اپنے سارے پروگرام منسوخ کر دیئے۔ ایک صدا کان میں پہنچی۔ آقا نے آواز دی کیوں نہ ہم بھی ان خوش قسمتوں میں شامل ہو جائیں جو آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ میرے آقا! میری اولاد حاضر ہے۔ ہم آنے والے بچہ کو آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ اسے دین کا منادی بنائیں یا کوئی اور کام سپرد کریں۔ ہم نے اسے وقف کر دیا ہے۔ کیا جذبہ ہے؟ کتنی بڑی قربانی ہے؟ بچے کے لئے دعائیں مانگی جارہی ہیں۔ اس کی آمد کے سب گھر والے منتظر ہیں۔ وہ خوشیاں لائے گا، گھر روشن ہوگا، بڑھاپے کا سہارا بنے گا، ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گا، آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا۔ کیا ایسے میں اسے اپنے سے جدا کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس عزیز جان کو دوسروں کے سپرد کیا جا سکتا ہے؟ بہت مشکل کام، بہت بڑا تقاضا ہے، بہت بڑی قربانی ہے۔ مگر مزا تو تبھی ہے جب اپنی عزیز ترین شے پیش کی جائے۔ بڑا مشکل فیصلہ ہے مگر یہ بھی تو جی نہیں چاہتا کہ ہم اپنے آقا کی آواز پر لبیک نہ کہیں۔ اس لئے اے آقا! ہماری متاع عزیز حاضر ہے۔ اور یہ جو بہت سے دمکتے ہوئے چہرے میں دیکھ رہا ہوں یہ اس فیصلہ پر راضی بلکہ بخوشی قائم ہیں۔ ان کی اولاد خادم دین بنے گی۔ نیکی کا وہ درجہ جو شاید والدین حاصل نہ کر سکے وہ اولاد کو نصیب ہو جائے۔ یہ تو ایک انعام ہے، اللہ کا احسان ہے۔ میں ان مطمئن چہروں کو دیکھے جا رہا ہوں۔ کیا براہیمی صفت ہے، کیا قربانی ہے، اللہ ان کی قربانی قبول کرے۔ بڑے ہی عظیم والدین ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو ایک مشن، ایک عظیم مقصد کے لئے پیش کر دیا۔ آج وہ خود اپنے بچوں کو خوبصورت لباس پہنائے، ان کی خوشیوں میں خوشی خوشی شریک ہیں۔ اور سالانہ اجتماع کی رونق کو دوبالا کر رہے ہیں۔ مسجد کا ہال، بہت بڑا ہال، تقریبًا بھرا ہوا ہے۔ لیکن یہ ننھے بچے بڑی ترتیب، بڑی تنظیم سے بیٹھے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اتنے بہت سے بچے ایک جگہ موجود ہوں اور پھر شور نہ ہو۔ یہاں تو محفل بڑی ہی پر سکون ہے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ بچوں کی تربیت میں شامل کر دیا گیا ہے کہ آداب مجلس کیا ہیں اور ان مجالس میں کیسے بیٹھنا چاہئے۔ تربیت اچھی ہو رہی ہے اور منتظمین کی کوشش قابل داد ہے۔

ایک کے بعد دوسرا بچہ اسٹیج پر آرہا ہے۔ کوئی تتلی زبان سے نظم سنا رہا ہے۔ کوئی قرآن کریم کی سورت کی تلاوت کر رہا ہے۔ روانی سے اور خوش الحانی سے۔ دو بچوں نے تو کمال ہی کر دیا۔ یعنی ایک نے کوئی پندرہ بیس نبیوں کے نام گنوا دئے۔ دوسرے نے قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں کے نام ترتیب وار یوں بے تکلفی اور روانی سے پیش کر دئے گویا وہ ان سے بہت دیر سے مانوس تھا۔ حالانکہ اس کی عمر ہوگی بمشکل پانچ، چھ سال۔ تربیت کا اہتمام اگر ایسا ہی رہا۔ تعلیم کے حصول کی تگ و دو اگر یوں ہی رہی تو "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ آج کے بچے کل کے عظیم معمار بنیں گے۔

مگر پیشتر اس کے کہ ان معصوم چہروں پہ نظر جماؤں میں ایک دلچسپ واقعہ قارئین تک پہنچانا چاہتا ہوں جس کا ذکر اس روز صدر محفل نے کیا۔ محترم نے فرمایا کہ کسی جگہ لوگ ایک بس میں سوار ہو رہے تھے۔ آگے آگے دو بچے، عمریں ہونگی کوئی پانچ چھ سال۔ ایک بچہ بس میں داخل ہوا تو اس نے بڑے زور دار آواز میں السلام علیکم کہا۔ لوگوں نے حیرت سے دیکھا کہ یہ کون ناواقف سب کو سلام اور سلامتی کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔ ایک پانچ سالہ بچہ اپنے حسن اخلاق کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ ابھی ان کی حیرت گم نہ ہوئی تھی کہ دوسرا بچہ بھی بس میں داخل ہوا اور اس نے اسی جذبہ اور اسی زور سے السلام علیکم کہا۔ لوگ تعجب اور دلچسپی سے دونوں بچوں کو دیکھنے لگے۔ وہ ننھے منے جو انہیں ایک سبق سکھا رہے تھے۔ بس میں ایک مولوی صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ وہ اس حسن اخلاق کے مظاہرہ سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے بچوں کو پیار سے اپنے پاس بلایا اور استفسار کیا "تم کون ہو"۔ ایک بچے نے بڑے وقار سے کہا "واقفین نو"۔ مولوی صاحب کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ بچہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے وضاحت چاہی کہ یہ واقفین نو کیا ہوتا ہے۔ بچے نے بڑے زور دار آواز میں کہا "یہ احمدی بچے ہوتے ہیں" بچے کا یہ معصوم سا جملہ مولوی صاحب پر بم کی طرح گرا۔ دھماکہ اتنا زبر دست تھا کہ مولوی صاحب ایک حیرت اور شاید ندامت کے عالم میں غرق ہو گئے۔ ان کے لب ساکت ہو گئے۔ آنکھیں کچھ پتھرا سی گئیں اور وہ ایک تحیر کے عالم میں گم ہو گئے۔ چلئے ہم انہیں اس سانحہ پر مزید غور کرنے دیں اور ہم چلتے ہیں واپس مسجد کے ہال کی طرف۔

ہال میں بیٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچوں نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کی۔ چہروں پر بھولپن، معصومیت مگر سنجیدگی۔ کیا خوب تربیت دی جا رہی ہے۔ آقا کا ارشاد ہے اپنے اخلاق سنواریں، اپنا کردار قابل رشک بنائیں، آپ سنوریں، اپنے دین کو سنواریں۔ میں نے نظریں ان معصوم چہروں پر جما دیں اور پھر میرا فکر مستقبل کے نظاروں میں گم ہو گیا۔ چشم تصور سے میں نے بچوں کو جوان ہوتے دیکھا۔ ان کے چہرے اور پر رونق ہو گئے۔ ان کی پیشانیوں سے عظمت اور عزم جھلکنے لگے۔ اس چھوٹے سے گروہ کو جس میں اس شہر کے کوئی ساڑھے پانچ سو بچے شامل تھے۔ میں نے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کا دائرہ بڑھتا گیا، پھیلتا گیا، ان کا دائرہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ یہ چھوٹا سا دائرہ (جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے مزید چودہ ہزار بچے شامل ہیں) دنیا کے کناروں تک جا پہنچا۔ پھر مجھے یوں محسوس ہوا کہ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک قندیل ہے، روشن جگمگاتی ہوئی قندیل اور یہ قندیلیں ایک ملک سے دوسرے ملک اور پھر اگلے ملک کی طرف بڑھنے لگیں۔ دور افتادہ دنیا کے کونوں میں جل اٹھیں۔ روشنیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ، قندیلیں روشن ہوئیں تو ملکوں کے تاریک گوشے روشن ہو گئے۔ روشنیاں پھیلتی گئیں۔ نور بکھرتا چلا گیا۔ شمعیں روشن تر ہوتی چلی گئیں اور ہوتے ہوتے ایک عالم بقعہ نور بن گیا۔ چمک گیا، جگمگا اٹھا۔ ساری دنیا روشن ہو گئی۔ اور میں اس چکا چوند سے مرعوب ایک کیف و سرور کی کیفیت میں مدہوش اس حسین نظارے سے لطف اندوز ہوتا چلا گیا۔ میں تو بہت دور نکل گیا۔ لیکن وہ جو چشم تصور نے دیکھا یقینًا ایک روز حقیقت بن کر ابھرے گا۔ یہ ننھی سی فوج دلوں کو فتح کرے گی۔ یہ روشن چہرے روشنی پھیلائیں گے۔ یہ منور وجود روشنی بکھیریں گے۔ اور پھر یقینًا ساری دنیا اس نور سے منور ہو جائے گی۔ یہ نونہالان جماعت اسلام کا جھنڈا بلند کریں گے۔ ایک ہلچل مچا دینگے، ایک انقلاب برپا کر دیں گے اور پھر ایک نئی زمین ہوگی اور ایک نیا آسمان۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ہدایت زمانی)

(پولینڈ) سائنس کے ایک میگزین نیچر کی رپورٹ کے مطابق ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک ۲۰ ہزار سالہ پرانا Boomrange پولینڈ میں دریافت ہوا ہے یہ Boomrange جب ہوا میں پھینکا جاتا ہے تو پیچھے مڑ کر واپس آنے کی بجائے تیزی رفتاری سے آگے جاتا ہے اور اتنا مہلک ہے کہ چشم زدن میں شکار کی گردن اڑا سکتا ہے۔ اس کا وزن ۸۰۰ گرام ہے اور ۲۱۶ فٹ تک کے فاصلے پر پھینکا جا سکتا ہے۔ اگر ہوا مخالف ہو تو اس سے بھی زیادہ فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ اس کی ساخت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو بنانے والا سائنس کے اصولوں سے مکمل واقفیت رکھتا تھا۔

—○○—

(انڈیا) معلوم ہوتا ہے کہ انڈیا میں ابھی تک طاعون کے اکا دکا واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں مغربی انڈیا کی مہاراشٹر ریاست کے ایک گاؤں بیڈ میں طاعون کے ایک کیس کا پتہ چلا ہے۔ اس شخص کو فوری طور پر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ گزشتہ سال انڈیا میں طاعون پھیل گیا تھا جس کے نتیجہ میں ۶۰ جانیں ضائع ہوئی تھیں اور پورے ملک میں خوف و سراسیمگی پھیل گئی تھی۔

—○○—

(لندن) ماہرین فلکیات کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال دم دار سیارے شومیکر کے عطارد سیارے سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں کیمیائی ردعمل سے زمین کے ماحول میں نئے کیمیاوی مرکبات پیدا ہوئے ہیں جن کا سائنس دان جائزہ لے رہے ہیں۔

—○○—

(افغانستان) اخباری اطلاعات کے مطابق طالبان نے افغانستان میں ۷ صوبوں پر مکمل قبضہ کر لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ طالبان کی فوج میں ۲۵ تا ۲۸ سالہ نوجوان ہیں جو پاکستان کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔

—○○—

(مصر) قاہرہ کی عدالت نے ایک حجام اور اس کی بیوی کو ۲ سال قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے گزشتہ سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت زینبؓ کی یوم پیدائش کی تقریبات کے موقع پر ایک ۱۴ سالہ لڑکی کے ختنے سرعام کئے تھے جسے امریکی نیوز ایجنسی نے فلمبند بھی کیا۔ یاد رہے کہ مصر میں لڑکیوں کے ختنے کی ممانعت کا کوئی قانون موجود نہیں ہے اور ملک کے حجام اکثر لڑکیوں کے ختنے کر ڈالتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ ستمبر امریکہ میں ایک فلم، کیبل کمپنی نیٹ ورک نے دکھائی جس میں ایک دس سالہ مصری لڑکی کے ختنے کے عمل کو دکھایا گیا جس کی وجہ سے مصری حکومت کو بہت شرمندگی اٹھانا پڑی۔ ایک اندازے کے مطابق ملک کی ۵۰ تا ۹۰ فیصد مستورات کا ختنہ کیا گیا ہے۔ اور یہ رسم مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں میں رائج ہے۔ بعض مسلم علماء لڑکیوں کے ختنہ کی رسم کو بھی اسلامی کہتے ہیں اور اس طرح اسلام کی بدنامی کا موجب ہوتے ہیں۔

مصر میں ایسے ختنوں پر پابندی لگانے کی تحریک زور پکڑ رہی ہے۔

—○○—

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
MTV AHMADIYYA
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۰)

ہومیو پیتھی نام ہے مرض کی جسم کو یا روح کو شناخت کروانا

اللہ نے جسم کے اندر شفا کا نظام اتنا حیرت انگیز طور پر کامل اور باریک در باریک اور پیچ در پیچ بنایا ہے کہ اگر وہ حرکت میں آ جائے اور اپنے دشمن کو پہچان لے تو دشمن بچ کر نہیں جا سکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھک کلاس میں ۲ مئی ۱۹۹۴ء کو بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

[لندن - ۲ مئی ۱۹۹۴ء] حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کی کلاس میں مختلف ہومیو دواؤں کے بارے میں بتایا۔

حضور نے فرمایا کہ میں دواؤں کے سارے خواص پڑھ کر نہیں سناؤں گا اور نہ یہ ضروری ہے مگر دو طرح کے خواص میں زیادہ تر آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک وہ جن میں دوا کی تمیز موجود ہو۔ دوسرے جو میرے تجربہ میں آئے ہوں کہ محض کتابوں میں نہیں لکھے ہوئے بلکہ واقعۃً ان کے خواص سے دوا پہچانی جائے تو مریض پر اثر دکھاتی ہے۔ ورنہ بہت سی ایسی علامتیں ملیں گی جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ محض ان علامتوں کو دیکھ کر آپ دوا دیں گے تو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضور نے Abrotanum کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے بتایا تھا کہ اس میں انتقال مرض پایا جاتا ہے۔ اس میں مرض کی نوعیت نہیں بدلتی بلکہ مرض اپنی جگہ بدلتی ہے۔ Pulsatilla میں بھی انتقال مرض پایا جاتا ہے۔ یہ چیز کو الٹا دیتی ہے۔ کسی ایک سمت سے خاص نہیں لیکن ادلنا بدلنا ایک جاری نظام ہے اس کا۔ انتقال مرض سے یہ مراد نہیں کہ ایک عضو چھوڑ کر دوسرے پر حملہ کرے مگر ایک طرف سے دوسری طرف، دوسری سے پہلی طرف یہ مرض کی بے چینی اس میں دکھائی دیتی ہے۔ پلسٹیلا کی خاص بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے چیزیں الٹانے کا شوق ہے۔ مثلاً بچے کی پیدائش کے وقت اگر اس کی پوزیشن الٹی ہو تو پلسٹیلا ۲۰۰ کی ایک خوراک دی جائے تو بہت جلدی اثر دکھاتی ہے۔ مگر جب پوزیشن درست ہو جائے تو پھر دوائی کا استعمال روک دینا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پلسٹیلا کے بارے میں ایک واقعہ بتایا کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خاتون کو زچگی کے وقت سخت مشکل پیدا ہوئی۔ بچہ کی پوزیشن الٹی تھی۔ سر کی بجائے دھڑ کا حصہ سامنے تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں لاہور میں تھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی۔ سخت پریشانی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ میں نے فون پر یہ دوا پلسٹیلا بتائی کہ استعمال کرائیں۔ مریضہ سخت تکلیف میں تھی۔ درد دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں آ جا رہی تھی۔ جھٹکے لگ رہے تھے۔ یہ دوا استعمال کرانے سے فوری اثر ہوا اور ولادت نارمل طریق سے ہو گئی۔ ایسے تجربات بار ہا ہوئے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ بعض اوقات یہ دوا بالکل اثر نہیں کرتی اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مریضہ کسی اور دوا کی مریضہ تھی یا ہے۔ پھر اسکے لئے کوئی اور مزاجی دوا تلاش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مزاج کے لحاظ سے پلسٹیلا کی متقابل کی (Opposite) دوا کیمومیلا (Cham-omilla) ہے۔ اس میں غصہ بہت پایا جاتا ہے۔ بات بات پر بچہ بھڑک اٹھتا ہے۔ درد ہو تو غصے سے روئے گا۔ بعض بچے دردناک طریقے سے روتے ہیں اور بعض غصے سے روتے ہیں۔ جب تک مزاج کے مطابق دوا نہ ہوگی صحیح ردعمل نہیں ہوگا۔ اگر بچہ الٹ ہے۔ پلسٹیلا ذہن میں آئی ہے۔ آپ دے رہے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ مریضہ کا مزاج کیمومیلا (Chamomilla) کا ہے تو پہلے کیمومیلا دینی ضروری ہے۔ پھر یا تو وہی ٹھیک کر دے گی اور بچے کی پوزیشن ٹھیک ہو جائے گی یا اس کے بعد پھر پلسٹیلا اثر دکھائے گی۔ بعض دفعہ ایک دوا دوسری دوا کے لئے تیاری کر دیتی ہے مثلاً اگر کالی کارب (Kali Carb) کے مریض ہوں تو اس سے پہلے کاربوویج دینا بہت مفید ہے۔ کالی کارب کا جوڑوں کی دردوں سے گہرا تعلق ہے۔ پرانی گنٹھیا کی مریضائیں خصوصاً مریضائیں کالی کارب سے تعلق رکھتی ہیں۔ کمر میں شدید درد کا کالی کارب سے گہرا تعلق ہے۔ لیکن اس دوا کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اگر مزاج کے مطابق دوا ہو تو اتنا زور جسم میں مارتی ہے کہ بعض دفعہ جسم میں اتنے مقابلہ کی طاقت نہیں ہوتی اور شدید تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ سارے جوڑوں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور کالی کارب سے یہ سب رد عمل پیدا ہوا ہے۔ اگر یہ ٹھیک کر سکے تو بالکل بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے لیکن اس کے بعض تجربہ کار ہومیو پیتھ نے یہ مشورہ دیا ہے کہ پہلے کاربوویج شروع کریں۔ یہ نسبتاً نرم علامتوں کی دوا ہے۔ یہ مریض کو کالی کارب کے لئے تیار کر دے گی۔ پھر دیں لیکن اونچی طاقت میں نہ دیں بلکہ چھوٹی طاقت میں دیں۔

حضور نے فرمایا کہ پرانی جوڑوں کی درد کے مریضوں کے لئے کالی کارب احتیاط سے استعمال کریں ورنہ شدید رد عمل کا خطرہ ہے لیکن اگر پیدائش کے وقت دردیں ایسی ہیں کہ کمر سے درد باہر کی طرف جائے یا واپس جائے یا باہر کی طرف ٹانگوں میں اتر جائے تو اس صورت میں کالی کارب بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔

Abrotanum میں وجع المفاصل (جوڑوں کے درد) پائی جاتی ہے۔ ایک انتقال مرض ایسا ہے جو بھیس بدل لیتا ہے۔ بعض دفعہ یہ بیماری جب جگہ بدلتی ہے تو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً جوڑوں کی درد میں ابراٹینم اچھا اثر رکھتی ہے۔ لیکن اگر کسی مریض میں آپ جوڑوں کے درد کو دبا دیں گے تو اسہال کی تکلیف ہوگی اور اسہال کے نتیجہ میں آرام آئے گا۔ یعنی ایک بیماری، ایک دوسری بیماری میں بدل رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زہریلے مادے جو جسم میں دردیں پیدا کرتے ہیں۔ وہ جب انتڑیوں میں خارج ہونے لگیں تو اس کے نتیجہ میں ان میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور اسہال لگ جاتے ہیں۔ اب فیصلہ کن یہ بات ہے کہ اسہال سے اسے واپس کر کے جوڑوں میں پھینکا جائے یا جوڑوں سے اسہال میں رہنے دیا جائے۔ یہاں اگر آپ اسے واپس پھینکیں گے تو غلطی ہوگی کیونکہ جوڑوں میں درد کا رہنا بتاتا ہے کہ خون کے اندر مفسد مادے زیادہ تعداد میں موجود ہیں اور اسہال اسے باہر نکال رہے ہیں۔ اس لئے ان اسہال کو روکنا ٹھیک نہیں مگر جب مریض آرام پا جائے تو پھر اس کا علاج اسی دوا سے ہوگا کیونکہ یہ دوا دونوں جگہ کام کرے گی۔

حضور نے فرمایا کہ آپس کے تعلقات جس طرح دواؤں کے ہیں اسی طرح بیماریوں کے ہیں۔ اور ان دونوں کو اگر آپ کھول کر اپنی نظر میں لائیں گے تو اس سے آہستہ آہستہ بیماری دیکھ کر دواؤں کی طرف منتقل ہونے کی آپ کی صلاحیت ترقی کرے گی۔

گزشتہ ایک کلاس میں حضور نے بتایا تھا کہ ابراٹینم (Abrotanum) کا سوکھے کی بیماری سے بھی تعلق ہے۔ اس ضمن میں حضور نے سوکھے کی بیماری کے لئے حسب ذیل دواؤں کا ذکر فرمایا۔

سوکھے کی چار دوائیں

(۱) نیٹرم میور (Nat. Mur)
(۲) ابراٹینم (Abrotainum)
(۳) ایکٹا ریسی موسا یا سمی سی فیوگا۔
(۴) ایتھوزا (Aethusa)

یہ سب سے اہم اور ضروری دوا ہے۔ اس میں اسہال نہیں لگتے یہ اس کی نمایاں بات ہے۔ اکثر سوکھے کی بیماریوں میں اسہال کی شکایت ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ قبض کی علامت اتنی سخت ہوتی ہے کہ ڈاکٹروں نے نوزائدہ بچے کے بارے میں سوچا کہ نالی ہی نہیں بنی۔ اس کے علاوہ بچہ کچے دودھ کی الٹیاں کرتا ہے۔ یہ دوسری علامت ہے کہ ایتھوزا کا مریض بچہ دودھ پیتا ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں صاف ستھرا دودھ بغیر پھٹے الٹ دیتا ہے۔ اور پھر فوراً روتا ہے۔ کہ اور دودھ دو۔ یعنی الٹی کرتا ہے لیکن بھوک قائم ہے۔ ایتھوزا سے اس میں فوری کمی آتی ہے۔ اور کچھ دیر دودھ پیٹ میں رکنے لگتا ہے۔

ایکٹیا ریسی موسا (سمی سی فیوگا)

سب سے بڑی اور ممتاز علامت یہ ہے کہ عورتوں کی بیماریوں میں عام طور پر جب مینسز جاری ہوتے ہیں تو اکثر تکلیفوں کو جو اس سے پہلے ہیں آرام آ جاتا ہے اور مریضہ بہتر محسوس کرتی ہے۔ جب نہ جاری ہوں تو سر پر دباؤ اور دردیں ہوتی ہیں۔

اس کا تعلق رسٹاکس (Rhus Tox) سے بھی ہے اور برائیونیا (Bryonia) سے بھی اس کی بعض علامتیں ملتی ہیں۔ لیکن اگر آپ مزاج سمجھتے ہوں تو سمی سی فیوگا کام آئے گی۔ اس میں اگر کچھ رک جائے تو دماغ کی طرف تکلیف منتقل ہوتی ہے مثلاً اگر مینسز رکیں گے تو جسمانی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ یہ علامت بڑی نمایاں ہے۔ اس دوا میں غم کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ ایسی بچی جو سمی سی فیوگا کی مریضہ ہو وہ گم سم سی ہو جاتی ہے۔ جیسے گہرا غم سا لگا ہو۔ خاموش سی رہتی ہے۔ زندگی میں دلچسپی نہیں رہتی حالانکہ کوئی معلوم وجہ نہیں ہوتی۔ نہ اسے کوئی صدمہ پہنچا نہ کسی نے بدسلوکی کی تو یہ اس بیماری کا اثر ہے۔ اس بیماری کے زہر سے ایسی علامتیں پیدا ہوتی ہیں جیسے کسی نرم دل بچی کو ٹھوکر لگ جائے اور صدمہ پہنچ جائے۔

ایک اور ضروری علامت اس کی یہ ہے کہ ایسے مریضوں کے اعصاب پھڑکتے ہیں۔ جہاں کمزوری ہو۔ بعض میں ایک طرف ان کی مسلسل پھڑکتی ہے لیکن اس بیماری میں اعصاب پھڑکنے کا ایک نمایاں پہلو جو ایک حد تک رسٹاکس سے مشابہ ہے یہ ہے کہ مریض جس کروٹ لیٹتا ہے اس طرف کے اعصاب پھڑکتے ہیں اور جب کروٹ بدلتا ہے تو اس طرف کے اعصاب پھڑکتے ہیں اور رسٹاکس میں یہ علامت پائی جاتی ہے کہ رسٹاکس میں جسمانی بے چینی کو حرکت سے ذرا آرام آ جاتا ہے۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہے۔ مگر رسٹاکس میں جس طرف دباؤ ہے اس طرف آرام نہیں آتا۔ حضور نے فرمایا کہ اس طرح باریک نظر سے ہومیو پیتھک دواؤں کے اثرات کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے مزاج شناسی ضروری ہے۔ دوا کی بھی اور بیماری کی بھی۔ جہاں یہ دونوں مزاج مل جائیں وہاں ایسی میٹھی گولیاں جن میں کوئی اثر بظاہر نظر نہیں آتا بڑا مؤثر اثر دکھاتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دوا میں طاقت نہیں جسم میں طاقت ہے۔ جسم کو اگر صحیح پیغام مل جائے تو ایسے مریض جس کے لئے موت کا حکم نہ آ چکا ہو۔ ان بیماریوں کو جسم خود ٹھیک کر سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا احمدی ہومیو پیتھ دواؤں کا حیرت انگیز اثر دیکھیں تو خدا کی صفات کے گیت گائیں۔ اللہ نے جسم کے اندر شفا کا نظام اتنا حیرت انگیز طور پر کامل اور باریک در باریک اور پیچ در پیچ بنایا ہے کہ اگر وہ حرکت میں آ جائے اور اپنے دشمن کو پہچان لے تو دشمن بچ کر نہیں جا سکتا۔

ہومیو سسٹم کس طرح کام کرتا ہے

حضور انور نے فرمایا کہ ہومیو پیتھک نام ہے مرض

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

کی جسم کو یا روح کو شناخت کروانا۔ یہ سسٹم اس طرح کام کرتا ہے کہ اگر آپ کے جسم پر ایک بیماری نے قبضہ کر لیا ہے تو اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جسم کا دفاعی نظام اس اچانک حملے کے نتیجہ میں مقابل پر متحرک نہیں ہو سکا اور جو معین پیغام اسے ملنا چاہئے تھا کہ فلاں قسم کے خلیے بناؤ اور فلاں عضو کی طرف بھیجو اتنا طاقتور حملہ ہے اس کے جواب میں کیا کرنا چاہئے۔ وہاں یہ کام نہیں ہو سکا۔ ہومیو پیتھ ایک زہر کو جسم کو بیدار کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ یہ زہر استعمال کرنے سے فلاں فلاں علامتیں ظاہر ہونگی تو اس زہر کے خفیف سے استعمال سے جسم کا دفاعی نظام بیدار ہو جائے گا۔ ہومیو پیتھی کا مطلب ہے ملتی جلتی چیزوں سے علاج۔ جبکہ آنسو پیتھی سے مراد ہے اس چیز سے علاج۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیں چونکہ یہ علم نہیں کہ کون سا زہر کام کر رہا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ابھی ایسی مشینیں ایجاد نہیں ہوئیں کہ یہ پتہ چلایا جا سکے کہ کون سا زہر ہے جو حملہ کر رہا ہے۔ جگر خراب ہے تو پتہ نہیں چلتا کہ اصل کمزوری کیا تھی۔ ہم فرض کرتے ہیں اور جس مریض کو ہم جانتے ہیں اس کے ملتے جلتے زہر کو پہچان رہے ہیں اس کو چند خوراکیں یا ایک ہی خوراک جسم کو مطلوبہ پیغام پہنچا دیتی ہے کہ تمہارے جسم پر ایسا حملہ ہو رہا ہے۔ جتنی ہلکی دوا ہو اتنا ہی طاقتور اثر دکھاتی ہے۔ کوئی ایسا نظام ہے جو خلیوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ دشمن تمہارے جسم میں موجود ہے اس کا اس طرح مقابلہ کرو۔ یہ سارا نظام روحانی ہے۔ کوئی ایسی چیز ہے جو جسم پر آخری رنگ میں حکومت کرتی ہے۔ اگر روح میں یہ صلاحیت نہ ہو کہ وہ اپنے غلام خدمت گاروں سے فائدہ اٹھا سکے تو ہومیو پیتھی بالکل بے کار ہے، اثر دکھاتی ہی نہیں۔ اس لئے اندرونی سوچ بیدار کریں جسے ہم روح کہتے ہیں اس تک اگر یہ پیغام پہنچ جائے کہ تمہیں خطرہ درپیش ہے۔ تو پھر جسم میں اگر طاقت ہوگی تو وہ اس کو کہہ دے گی کہ مقابلہ کرو پھر مقابلہ کرنے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اس میں صرف ایک استثناء ہے وہ یہ ہے کہ اکانومی (Economy) اتنی ہونی چاہئے کہ مقابلہ ہو سکے۔ اگر اکانومی کمزور ہو اور حملہ امیر ملک کی طرف سے ہو تو بوڑھے بچے عورتیں سب لڑا دیں گے مقابلہ بھی ٹھیک ہوگا لیکن جیتیں گے نہیں۔ اسی طرح اگر جسم کمزور پڑ چکا ہو تو مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اسی لئے ذہین ہومیو پیتھ دوسروں کو ڈراتے رہتے ہیں کہ جہاں صحیح تشخیص ہے تو بڑی طاقت کا استعمال غلط ہے مثلاً اگر سل کے مریض کے پھیپھڑے بالکل گلے ہوئے ہوں اور جسم مقابلہ کرنے کا حکم دے دے تو پھیپھڑوں کی حالت مقابلہ کرنے کی نہیں ہے ایسی صورت میں بعض اوقات وہ مریض جو ہو سکتا ہے سال بھر زندہ رہتا وہ ایک ہی رات میں ختم ہو جائے گا۔ خون کی دو چار الٹیاں آئیں گی اور بات ختم۔ اب دوا اور علاج درست تھا مگر جسم کی اکانومی درست نہ تھی۔ لیکن اگر مرض اتنا نہ بڑھا ہو تو ہومیو دوا حیرت انگیز اثر دکھائے گی۔

حضور نے فرمایا ایک اور بات ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ سل کا مادہ خصوصیت سے اگر معدہ میں ایسی شریانوں کے قریب ہو جو خون پہنچا رہی ہیں اور خون لے جا رہی ہیں ان سے جڑ گیا ہو تو پھر ہومیو پیتھک بہت ہی احتیاط سے استعمال کرنی چاہئے کیونکہ جب رد عمل ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ وہ شریانیں پھٹ جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پاس سل کا ایک مریض آیا جس کے متعلق ماہر ڈاکٹروں نے بتایا کہ تمہارے پھیپھڑوں میں سوراخ (Cavaties) ہیں اور یہ سل کی وجہ سے ہو گئی تھیں۔ لیکن ایکسرے سے پتہ چلا کہ وہ سوراخ ایسی جگہ نہیں ہیں کہ اگر ہومیو طریق پر علاج کیا جائے تو رگیں پھٹنے کا خطرہ ہو۔ میں نے اسے مرک سال (Mercuris Sol) دی۔ یہ بہت وسیع اثر دوا ہے حالانکہ سل کے مرض میں اس دوا کا نام نہیں آتا لیکن اس کا مزاج ملتا تھا۔ بار بار یہی نام آتا تھا اور Cavities میں کالی کارب بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔ لیکن خاص طور پر اگر وہ Base پر ہوں۔ اس لئے ایسی پرانی کھانسی جس میں عام طور پر بلغم نیچے بیٹھا ہوتا ہے اور نیچے ہی سوزش ہوتی ہے وہاں کالی کارب زیادہ کام دکھاتی ہے۔ چنانچہ میں نے مرک سال اور کالی کارب دی، دعا بھی کی چند ماہ کے علاج سے اتنا فائدہ ہوا کہ پھیپھڑوں کی Cavaties بھر گئیں۔ ایکسرے کروایا گیا تو (Cavaties) کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور ڈاکٹروں کے لئے تعجب انگیز بات تھی۔

حضور نے فرمایا کہ سل کا دائرہ اثر وقت کے لحاظ سے تقریباً دو سال تک پھیلا ہوا ہے اس لئے اگر اس کا علاج اچھا اثر بھی کرے تو جلد بند نہ کریں۔ دو سال تک علاج کریں تب خدا کے فضل سے مستقل شفاء حاصل ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ سل کا مادہ بعض دفعہ نسلاً بعد نسل جسم کے اندر موجود رہتا ہے حالانکہ اسے کسی آلے سے شناخت نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب تک یہ مادہ جسم کے اندر رہے گا اس وقت تک عام مرضوں میں بھی ایسی دوائیں پورا کام نہیں دکھاتیں جو آپ نے درست تشخیص کی ہوتی ہے۔ اس لئے ہومیو پیتھ آپ کو بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ جب وقتی امراض درست ہو جائیں تو اس مریض کے مزاج کو درست کرنے کے لئے آپ کو علاج جاری رکھنا چاہئے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

قدیمی امساک باراں

(ڈاکٹر قاضی محمد برکت اللہ)

یہ بہت ہی قدیم زمانے کی بات ہے کہ میسو پوٹیمیا (Mesopotamia) کے ایک باشندے سارگن نے ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی جس کا دارالخلافہ اکد (Akkad) تھا۔ اس فرمانروا نے دجلہ و فرات کے قرب کے درجنوں گاؤں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور ان گاؤں کے باشندوں کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا۔ یہ خراج گندم، جو اور چاندی کی شکل میں ادا ہوتا تھا۔

قریب قریب ایک سو سال تک یہ سلطنت پہلے سارگن اور پھر اس کے پوتے کی نگرانی میں پھلتی پھولتی رہی کہ اچانک صفحہ ہستی سے نابود ہو گئی اور اس گہرے راز پر ایک عرصہ سے تحقیق ہوتی رہی۔ یہ سلطنت بالکل تباہ ہو گئی اور اس سلطنت کے دارالخلافہ "اکد" کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ اپنے دور میں اکد ایک عظیم بندرگاہ تھی جہاں دور دور کے علاقوں سے جہاز ساحل پر آکر لگتے تھے۔ اس وقت تک نہ ہی شاہی ریکارڈ کا پتہ چلا ہے اور نہ ہی اس زمانے کی کوئی تحریر ملی ہے نہ اس سلطنت کے اچانک غائب ہونے کی کوئی وجہ ملی ہے۔

اب اس سربستہ راز کو امریکہ اور فرانس کے ریسرچ سکالروں نے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آب و ہوا کی یکسر تبدیلی اور بہت سے موسمی اثرات کے نتیجے میں یہ پھلی پھولی سلطنت یکدم صفحہ ہستی سے نابود ہو گئی۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ سب سے پہلے اس علاقے میں غیر معمولی آتش فشانی ہوئی اور اس کی راکھ اس سارے علاقے میں پھیل گئی پھر ایک لمبے عرصے تک بارش نہ ہونے سے خشک سالی کا دور دورہ ہوا اور یہ علاقہ تین سو سال تک امساک باراں (بارش بالکل نہ ہونے یا ناکافی ہونے) کا شکار رہا جس سے زراعت متاثر ہوئی۔ لوگ کھیتی باڑی نہ کر سکے۔ شہروں کی رونق جو زراعت کے نتیجے میں ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی اور شہروں میں بسنے والے اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کر نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔

مہاجرین زیادہ تر جنوبی علاقے کی طرف گئے جہاں آج کل عراق ہے۔ چونکہ یہ علاقہ آتش فشانی کی زد سے کسی حد تک محفوظ رہا۔ اکد اور اس کے قرب و جوار کا سارا علاقہ بنجر بن گیا اور مختلف گروہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ محققین اس سارے علاقے کی یکدم تباہی فضائی اثرات کی وجہ سے بتاتے ہیں لیکن میسوپوٹیمیا کے باشندے اپنی پھلی پھولی سلطنت کے صفحہ ہستی سے ناپید ہونے کی ساری ذمہ داری حاکم وقت سارگن کے پوتے پر ڈالتے ہیں جس کی حد سے بڑھی ہوئی عیاشی نے ان کے معبودوں کو ناراض کر دیا اور یکدم وہ سلطنت صفحہ ہستی سے نابود ہو گئی۔

ایک تحقیق یہ کہتی ہے کہ قحط سالی اس تباہی کی زیادہ تر ذمہ دار تھی لیکن فضا میں اچانک ایسے تاثرات پیدا ہو گئے جس سے اس وقت کی تمام معلوم دنیا پر اثر پڑا۔ بارش اچانک ناپید ہو گئی اور درجہ حرارت حد سے بہت زیادہ نیچے گر گیا کہ زندگی کی بقا مشکل ہو گئی اور یہ حالت بالکل اس سے مختلف ہے جس میں ساری دنیا یکدم تمازت آفتاب کی زد میں آ جائے۔

قدیمی علاقہ اکد کا ایک معروف شہر "شیکینا" تھا جو اس جگہ کے قرب میں تھا جہاں آج کل شام کا علاقہ ہے۔ اس علاقے سے ایک قدیمی دیوار ملی ہے جس پر کام کرنے سے پتہ چلا ہے کہ اچانک موسمی تغیرات نے اس پھلی پھولی تہذیب کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

ایک خاتون سائنس دان نے مٹی کے نیچے دبے ہوئے مکانوں سے لی گئی راکھ سے اپنی تحقیق شروع کی۔ اس کا کہنا ہے کہ آتش فشانی کی راکھ ایک گرد و غبار کے نتیجے میں اس سارے علاقے میں پھیل گئی ایسے لگتا ہے کہ قریب کے علاقے ٹرکی کے کسی پہاڑ سے آتش فشانی ہوئی اور گرد و غبار کے ایک طوفان نے اس سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور سارا علاقہ قریب قریب ۱۵ فٹ مٹی کے نیچے آکر دفن ہو گیا۔ ابھی اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ محض آتش فشانی ہی اس علاقے کی تباہی کی ذمہ دار تھی اور بارش کا ایک قطرہ بھی تین سو سال تک اس زمین پر کیوں نہیں پڑا۔ البتہ یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ عراق، عرب و شام کے قدیمی باشندوں سے ضرور کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جس سے ان کا معبود ناراض ہوا اور انہیں اپنی سلطنت سے ہاتھ دھونا پڑا۔

محققین کے نزدیک زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ اس سارے علاقے کی فضا کو مختلف وجوہات سے اس قدر مکدر کر دیا گیا جس سے موسموں کے تغیرات رونما ہوئے۔ امساک باراں سے خشک سالی کا دور شروع ہوا اور انسانی زندگی کی بقاء ممکن نہ رہی۔ لیکن اب یہ خدشہ پھر بڑھ رہا ہے کہ اس تمام علاقے کی فضا پھر مکدر ہو رہی ہے اور کہیں ایسے تو نہیں ہوگا کہ موسمی تغیرات ایسے رونما ہوں کہ تاریخ اس علاقے میں اپنے آپ کو پھر دہرائے؟ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو اس وقت ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آئے تھے لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔ ہم اسی طرح مجرموں کی قوم کو سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو"۔

(سورۃ یونس: ۱۴-۱۵)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

ASIAN AND ENGLISH JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

جاپان میں آنے والے زلزلہ کے بعد جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے

بے لوث خدمت انسانیت

(ترتیب و تلخیص، عطاء المجیب راشد)

۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کو جاپان میں جو عظیم زلزلہ آیا اس میں سب سے زیادہ تباہی کوبے شہر میں ہوئی۔ اسی شہر میں بلکہ شہر کے سب سے تباہ و برباد ہونے والے علاقہ میں جماعت احمدیہ کو امدادی کیمپ قائم کرنے اور متاثرین کی دن رات بے لوث خدمت کرنے کی سعادت ملی اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تادم تحریر جاری ہے۔

اس بے لوث خدمت انسانیت کے سلسلہ میں ایک مضمون الفضل انٹرنیشنل کی ایک گزشتہ اشاعت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اس جاری و ساری خدمت انسانیت کے بارہ میں ۲ فروری ۱۹۹۵ء سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ایک خصوصی پروگرام Kobe Update کے نام سے جاری ہے جس میں ہر روز زلزلہ کے بعد کی تازہ ترین صورت حال کے بارہ میں جاپانی زبان میں تفاصیل بیان کی جاتی ہیں۔ اس پروگرام میں سے بعض حصوں کا انتخاب قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ انتخاب دراصل مختلف جھلکیوں پر مشتمل ہے جس میں امدادی کام کی کچھ تفصیل بھی ہے اور بعض متاثرین کے تاثرات بھی شامل ہیں:

چند متاثرین کے تاثرات

(۱) Mrs. Yoshiko Haze (عمر ۵۸ سال) نے کہا "احمدیہ رضاکار جب میرے پاس گرم سوپ لے کر پہنچے تو مجھے بے حد سکون ہوا۔ اس سے پہلے میری حالت بے حد خستہ تھی اور روتی رہتی تھی"۔

(۲) Mr. Tsuneko Iwamura (عمر ۷۶ سال) نے کہا " میرے دانت نہیں ہیں۔ بس یوں سمجھ لیں کہ احمدیہ رضاکاروں کے بنائے ہوئے سوپ سے میں نے پہلی دفعہ اپنی بھوک مٹائی ہے"۔

"۲۱ ویں صدی" نامی ایک رضاکار جاپانی تنظیم کی سربراہ تاناکا صاحبہ کا بیان

"ہم چاہتے تھے کہ امدادی سامان فوری طور پر متاثرین کو پہنچائیں۔ عین اس وقت ہمیں جماعت احمدیہ کے رضاکاروں کی خدمت کا علم ہوا۔ ہم بے حد خوش ہوئے اور ان سے درخواست کی کیا وہ ہمارے لئے یہ تکلیف اٹھائیں گے۔ انہوں نے اس درخواست کو قبول کیا اور ہماری خوش قسمتی تھی۔ ہمیں ان رضاکاروں کا کچھ علم نہیں تھا لیکن ہم فوراً کوبے شہر کے ناگاتا وارڈ پہنچے۔ راستے میں ہمیں مختلف خیالات آتے رہے لیکن جونہی ہم نے احمدیہ رضاکار تنظیم کے امیر مغفور احمد منیب سے ملاقات کی۔ ہمارے سارے وسوسے جاتے رہے۔ تمام احمدی رضاکار محبت کرنے والے ہیں۔ اب ان کے ذریعہ ہم متاثرین کی ہر ممکنہ خدمت کے لئے تیار ہیں۔ جاپانی نہیں جانتے کہ ایسے مواقع پر کیا کرنا چاہئے۔ احمدی رضاکاروں سے ہم بہت کچھ سیکھ رہے ہیں۔ یقیناً یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں احمدی رضاکاروں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ساری دنیا کے احمدیوں کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں"۔

مغفور احمد صاحب منیب کا بیان

"جن نامساعد حالات میں ہم نے کوبے کے احمدیہ کیمپ کا آغاز کیا وہ اپنی جگہ ایک تاریخ کا حصہ ہیں۔ اور آج ہم پیچھے مڑکر دیکھتے ہیں تو سب خواب دکھائی دیتا ہے۔ اور یقین نہیں آتا کہ اتنے مشکل حالات کے ساتھ ہم جنگ کر رہے تھے۔ ۱۶ مربع میٹر کی جگہ پر ہم نے کیمپ کا آغاز کیا تھا۔ اب وہ ۶۰۰ مربع میٹر سے زائد علاقہ میں پھیل چکا ہے۔ نہ صرف عام متاثرین کے لئے جاری کیا جانے والا ہمارا لنگر خانہ اعلیٰ ہے بلکہ عام جاپانی رضاکاروں کے لئے بھی ہمارے لنگر خانہ میں ایک خاص دلچسپی ہے۔ یہ عام رضاکار احمدیہ لنگر خانہ میں آکر کام کروانے اور کھانا کھانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تین ہفتوں میں جس طرح جماعت کی نیک نامی کے سامان ہوئے ہیں ایسا موقعہ جاپان جماعت کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا۔ ۲۵ کے قریب انٹرویو ہو چکے ہیں۔ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن میں جماعت کی سرگرمیوں کا ذکر آیا ہے۔ تعارف آیا ہے۔ سرکاری افسران اور وکلاء سے تعارف ہوا ہے۔ اہل علم حضرات سے تعلقات وسیع ہوئے ہیں۔ جاپان کے کونے کونے سے آئے ہوئے جاپانی رضاکاروں سے ہمارے رابطے ہوئے ہیں۔ اتنا لمبا سفر کر کے آنے والے اکثر رضاکار دل کے بہت اچھے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ آج ہم جس پہلو سے بھی جائزہ لیتے ہیں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ایمان افروز واقعات کو دیکھ کر روح وجد میں آجاتی ہے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کی قبولیت کا یہ نشان ہے۔ ہمارے بے جان رضاکاروں میں جان پڑ گئی۔ اور ہم جو منصوبہ بناتے ہیں اس میں بڑی برکت آجاتی ہے۔ اور عام لوگ اس کی نقل شروع کر دیتے ہیں"

کیوتو یونیورسٹی کے پروفیسر ناتسویاما صاحب کا بیان

"میوشی صاحب نے کانسائی کی بجلی کی کمپنی میں جا کر بات چیت کی اور کمپنی اس بات پر رضامند ہو گئی کہ احمدیہ کیمپ میں بجلی مہیا کرے گی اور اس سے بڑھ کر بات یہ کہ بلا معاوضہ بجلی مہیا کرے گی جو یہ احمدیہ کیمپ کے لئے عطیہ ہوگا۔ اب جنریٹر کی آواز سے پیدا ہونے والے مسائل ختم ہو گئے ہیں۔ پڑوس میں کام کرنے والی رضاکار تنظیموں کو بھی ہم نے بجلی مہیا کی ہے۔ اسلام میں پڑوسی کیا خیال رکھنے کی جو تعلیم ہے یہ اس کی ایک مثال ہے۔ یہ تنظیمیں اس بات سے بالکل ناواقف تھیں کہ بجلی بھی بطور عطیہ مل سکتی ہے۔ اس خبر نے احمدیہ کیمپ کی بجائے دیگر رضاکار تنظیموں کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ ایک اور خوش خبری یہ ہے کہ احمدیہ کیمپ کے ارد گرد حکومت کے محکمہ آب رسانی نے پانی کے نل کافی تعداد میں لگا دئے ہیں جس سے رضاکاروں اور متاثرین کو فائدہ ہوگا۔ بیوت الخلاء بھی روشن ہو گئے ہیں۔ یہ سب کام میوشی صاحب کی ایک ہفتہ کی محنت کا نتیجہ ہے"۔

ممبر آف پارلیمنٹ کی احمدیہ کیمپ میں آمد

"مختلف لوگ احمدیہ کیمپ آئے۔ احمدیہ کیمپ میں جو سب سے بڑی شخصیت دورہ کرنے آئی وہ Satsuki Eda صاحب ہیں۔ آپ جاپان کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اور انسانی حقوق کی حفاظت سے متعلق شہرت رکھتے ہیں اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ کیمپ تشریف لائے۔ جاپان کے مختلف حصوں سے آیا ہوا

احمدیہ امدادی کیمپ کوبے (جاپان) اور زلزلہ کی تباہی کے چند مناظر

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

سامان اس وقت تقسیم ہو رہا تھا۔ احمدیہ رضاکاروں کے کام کو دیکھتے رہے اور پھر بے اختیار امیر جماعت جاپان کے پاس آکر کہنے لگے کہ:

"آپ نے کمال کر دیا ہے"

اسی طرح جاپان کے مشہور اخبار Mainichi کے نامہ نگار انٹرویو کے لئے آیا۔ (اب تک ۳۱ نامہ نگار انٹرویو لے چکے ہیں)"۔

احمدیہ کیمپ کہاں واقع ہے؟

"یہاں چار سو راکھ کے ڈھیروں اور ملبے سے بھرے ہوئے شہر کے عین وسط Nagata Ward میں ایک ندی کے کنارے کے پارک میں احمدیہ مسلم رضاکاروں کا کیمپ قائم ہے۔ مقابل کی بڑی سڑک پر کھڑے ہوں تو سامنے کالے رنگ کا گول بڑا سا ڈش انٹینا نظر آتا ہے جو ہر شب ۱۰ بجے جاپان کے زلزلہ کی خبریں لندن سے آپ کے ذریعہ سننے میں ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ پارک میں داخل ہوتے ہی مصروف عمل احمدیہ رضاکاروں کی مختلف مساعی کے مناظر نظر آتے ہیں۔ احسان اللہ صاحب وڑائچ کی "گرم چائے پیجئے" کی آواز راہ گزاروں کا استقبال کرتی ہے۔ اس جگہ چائے کے علاوہ گاہے گاہے مچھلی کا سوپ بھی ملتا ہے اور کبھی جاپان میں مقبول مزیدار سوپ Misoshiro کی خوشبو بھی یہاں سے گزرنے والوں کی توجہ کا مرکز بنتی ہے۔

احمدیہ رضاکاروں کا ایک نوجوان Yoshihito اپنے ساتھیوں سمیت کیمپ کے مرکزی کمرہ، جہاں لندن سے ایم۔ ٹی۔ اے کی نشریات سننے کے لئے ٹی وی بھی نصب ہے، کے سامنے زلزلہ زدگان کے سائیکلوں کی مرمت اور پنکچر لگانے کی خدمات میں مصروف عمل رہتا ہے۔ احمدیہ کیمپ کی یہ خدمات لوگوں کے لئے بہت زیادہ محبت اور ستائش کا مرکز بنتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی کھلے آسمان کے نیچے ایک وسیع جگہ میں بازار کی شکل میں ضروریات زندگی کی اشیاء ترتیب سے لگی ہیں جہاں سے آفت زدہ پناہ گزین زندگی کے ان کٹھن لمحات کے لئے یا ایک نئی زندگی کے آغاز کے لئے اپنی ضرورت کی اشیاء مفت حاصل کرتے ہیں۔ لحہ بہ لحہ احمدیہ رضاکار Kato Keizo کی آواز یہ اعلان کرتی سنائی دیتی ہے کہ:

"آیئے بلا تکلف اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کیجئے"

یہ آواز گزرنے والوں کے لئے ملک بھر سے احمدیہ سنٹر کے ذریعہ اکٹھی ہونے والے مادی مدد کے علاوہ زندگی کی تعمیر نو کے لئے بہت حوصلہ افزاء بنتی ہے۔

خوش کر دینے والی خبریں

موٹرولا کمپنی نے احمدیہ کیمپ کے رضاکاروں کے گئے فون کی سہولت مہیا کی ہے۔ کسی جگہ سے بھی ملک کے اندر اور باہر فون کر سکتے ہیں اور بلا معاوضہ کر سکتے ہیں۔

اسی طرح جاپانی کمپنی K. D. D. نے بھی احمدیہ کیمپ کے رضاکاروں کے لئے Handy Phone مہیا کر دیا ہے اور یہ سہولت بلا معاوضہ ہوگی۔ اب سردی اور شور میں باہر دور جاکر فون کرنے کی زحمت سے رضاکار بچ گئے ہیں۔

Shell کمپنی بھی احمدیہ کیمپ کی تمام کاروں کے لئے مفت تیل مہیا کرنے کے لئے راضی ہو گئی ہے۔

کوبے میں غیر ملکیوں کی مدد کے لئے قائم سنٹر جس پر کوبے میں موجود غیر ملکی انحصار کرتے ہیں بھی احمدیہ کیمپ سے تعاون کرتا ہے اور ہم ان سے تعاون کرتے ہیں۔ اس سے بین الاقوامی تعلقات بہتر ہوں گے۔ کوبے میں غیر ملکی رضاکاروں میں جرمنی کے الفرڈ (Alfred) اور ہالینڈ سے یوست (Joost) احمدیہ کیمپ کے ساتھ بے حد تعاون کر رہے ہیں۔

ایک جاپانی دوست Mr. Kazuyoshi Yonei کا بیان

" میں دنیا بھر سے آئے ہوئے رضاکاروں، امدادی سامان بھجوانے والے لوگوں خاص طور پر احمدیہ مسلم رضاکاروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ زلزلہ کے بعد کوبے میں جاپانی رضاکاروں کو کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔ اب آہستہ آہستہ مضبوط اور مفید رضاکار تنظیمیں سامنے آرہی ہیں۔

احمدیہ رضاکاروں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ احمدیہ رضاکار متاثرین کے ساتھ بغیر کسی امتیاز کے حسن سلوک کرتے ہیں۔ عام لوگوں کو نہ نظر آنے والے ہمارے زخموں پر مرہم رکھتے ہیں۔ اسی طرح احمدیہ لنگر خانہ متاثرین میں بہت مشہور ہو گیا ہے۔ زلزلہ کے فوراً بعد سے منیب صاحب سے ایسی دوستی ہو گئی ہے کہ آئندہ کبھی بھی ایسی دوستی کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ آخر میں میں ایک بار پھر ساری دنیا کے احمدیوں کے خلیفہ (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب کا اور سارے احمدیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ"۔

تاناکا صاحبہ کے دوسری بار احمدیہ کیمپ میں آنے پر تاثرات

"احمدیہ رضاکاروں کا ہم دلی احترام کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم اس زلزلہ کے متاثرین کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ لیکن احمدیہ رضاکار ہمیں اس طرح مشورے دیتے ہیں کہ گویا یہ آفت خود ان پر ٹوٹ پڑی ہو۔ اور وہ خوب متاثرین کے دل کی حالت کو جانتے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے احمدیہ رضاکاروں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ احمدیہ رضاکار سردی کے سخت موسم میں محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے ہمت سے کام کرتے چلے جانے کی ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں"۔

چند جاپانی رضاکاروں کے تاثرات

ناگویا کی تسروتا نوریکو Tsuruta Noriko صاحبہ نے لکھا:

گزشتہ دنوں احمدیہ کیمپ میں منیب صاحب اور دیگر سب کے ساتھ زلزلہ کے متاثرین کے لئے کام کر کے بے حد خوشی محسوس کرتی ہوں۔ زلزلہ کے متاثرین کے لئے دلی خوشی کے ساتھ محبت سے کام کرنے والے احمدیہ رضاکار منتظمین کی عظمت کو سلام کرتی ہوں۔ اور دل سے ان کی قدر کرتی ہوں۔ پناہ گاہوں میں مقیم لوگوں کی تکلیفوں کا سوچتی ہوں تو مجھے اپنے گھر کی پر آسائش زندگی میں اپنا وقت گزارنا ایک گناہ لگتا ہے۔ یہاں سے احمدیہ جماعت کے ساتھ روابط ہو جانے کے بعد اور امدادی سامان بھیج دینے کے بعد خود کیمپ میں جاکر کام کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے کیمپ پہنچی تھی اور رضاکار کے طور پر کام میں شامل ہوئی تھی"۔

ناگانو کین کے سودا اور ساموا صاحب لکھتے ہیں:-

" احمدیہ کیمپ کے بھائیو! ہمارے بہت اچھے دن گزرے۔ دس فروری کو میں بخیریت ناگانو پہنچ گیا ہوں۔ آج میں مسکراتے چہروں سے زلزلہ کے متاثرین کی خدمت کرنے والے رضاکاروں کے متعلق سوچ رہا تھا۔ آج ناگانو میں برف باری ہو رہی ہے اور اس کا نظارہ کرتے ہوئے میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے اس انٹینا کے متعلق سوچ رہا ہوں جس کے ذریعہ لندن سے ہم جاپانی میں خبریں سنتے تھے۔ میں تو یونہی کیمپ گیا تھا لیکن مجھے وہاں رضاکار کے طور پر کام کرنے کا موقعہ مل گیا۔ شرمندہ ہوں کہ میں زیادہ خدمت نہ کر سکا۔ اپنے کام ختم کر کے میں ایک بار پھر اپنے بیٹے کے ساتھ جو پانچویں جماعت کا طالبعلم ہے رضاکارانہ کام کے لئے آؤں گا"۔

ہیروشیما سے آئے ہوئے ڈاکٹر یاموتو نے لکھا:۔

" میں دن کے وقت احمدیہ کیمپ میں پنکچر لگاتا تھا۔ رات کو پناہ گاہوں میں جاکر لوگوں کے حالات معلوم کرتا تھا اور ضعیف لوگوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اب میں تحفہ کے طور پر کچھ سبزیاں بھجوا رہا ہوں۔ انہیں استعمال کریں"۔

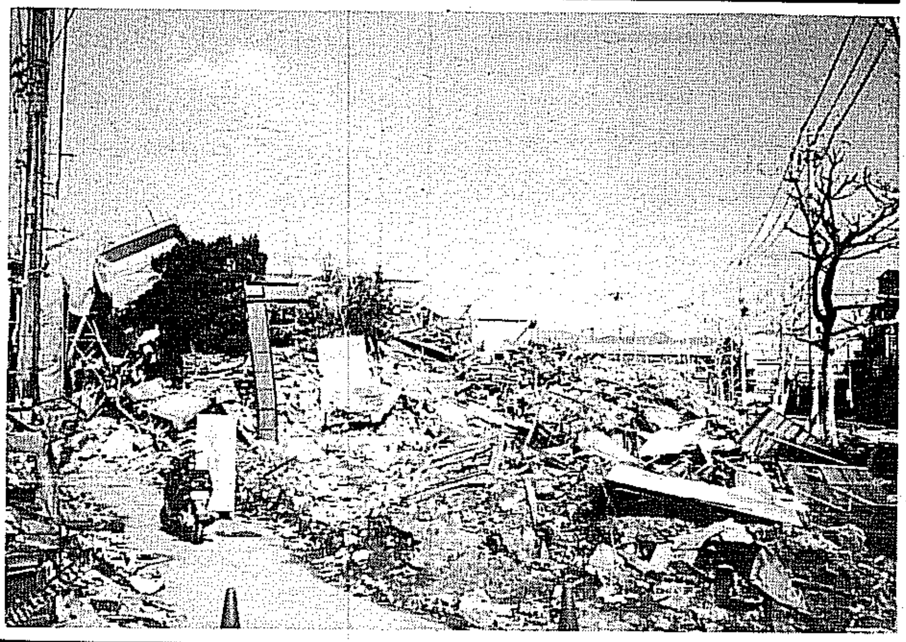

احمدیہ کیمپ کوبے (جاپان) کے چند رضاکار اور زلزلہ کی تباہ کاری کا منظر

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

مشینی دل

پتھر دل ہونے کا محاورہ تو اکثر قارئین نے ضرور سنا ہوگا لیکن یقین کیجئے کہ لوہے کا دل کوئی محاورہ نہیں بلکہ چند سالوں میں ایک حقیقت کے طور پر سامنے ابھرے گا اور ہزاروں افراد اس مشینی دل کو سینے میں لگائے بھاگتے پھریں گے۔

اگرچہ دل کے ساتھ جذبات کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل محض ایک پمپ ہے جس کا بنیادی کام خون کو انسانی و حیوانی جسم میں پہنچانا ہے۔ دل مختلف خانوں میں تقسیم ہوتا ہے جس میں ایک طرف سے گندہ خون آتا ہے اور صاف خون دوسری طرف سے جسم کے مختلف حصوں میں جاتا ہے۔ دل یہ کام پیدائش بلکہ اس سے پہلے سے لے کر موت تک سرانجام دیتا ہے۔

دل کی اکثر بیماریاں خون کی تقسیم سے ہی متعلق ہیں جس میں یا تو وہ "والو" خراب ہو جاتے ہیں جو خون کو صحیح وقت پر جسم میں پہنچانے کے لئے کھلتے اور بند ہوتے ہیں یا پھر دل کے دھڑکنے یعنی پمپ کرنے کی رفتار میں بے ترتیبی آ جاتی ہے۔ عام طور پر ان دونوں بیماریوں کا مصنوعی "والو" اور مصنوعی Pace Maker لگا کر علاج کیا جاتا ہے۔

آجکل سائنس دان ایک مکمل مشینی دل بنانے پر تحقیق کر رہے ہیں۔ خاص طور پر انڈیانا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ قلب میں بڑی تحقیق ہو رہی ہے۔ سائنس دان ایسا مشینی دل بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں جو دل کے تمام مفوضہ فرائض کو بخوبی سرانجام دے سکے لیکن ابھی اس مصنوعی دل کا وزن اور حجم عام دل سے تین گنا سے زیادہ ہے۔ تاہم سائنس دانوں کو یقین ہے کہ کچھ ہی عرصے میں وہ ایسا دل بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے جو اپنے وزن اور حجم کے لحاظ سے عام انسانی دل کے برابر ہوگا۔ "دل" کا مقام جو اردو ادب میں ہے کیا اس کو کوئی دھچکا لگے گا یا نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا!

بوئنگ سات سو ستتر
(BOEING 777)

ہوائی جہاز میں سفر کرنے کا اتفاق تو بہت سے قارئین کو ہو چکا ہوگا۔ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا جہاز بوئنگ ۷۴۷ ہے جس کو بالعموم جمبو جیٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اندازاً اس میں ۴۰۰ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ اور اس میں چار انجن لگے ہوتے ہیں۔

آجکل بوئنگ کمپنی ایک نیا قسم کا جمبو جیٹ بنانے کی تگ و دو میں ہے جسے بوئنگ ۷۷۷ کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں لگ بھگ ۳۰۰ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی لیکن اس کو صرف دو انجن طاقت پہنچائیں گے۔ اس لحاظ سے یہ جہاز بہت کم تیل استعمال کرے گا لیکن اس کے باوجود راستے میں کہیں رکے بغیر برطانیہ اور امریکہ کے مختلف شہروں کے درمیان پرواز کر سکے گا۔ چونکہ اس میں صرف دو انجن ہوں گے اس لئے اس کی آواز بھی بوئنگ ۷۴۷ کی نسبت بہت کم ہوگی۔

اس وقت تک بوئنگ کمپنی نے پانچ ایسے جہاز تیار کئے ہیں جو مختلف قسم کے ٹیسٹوں کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں تاکہ جہاز کی رفتار، مشکل حالات میں جہاز پر کنٹرول اور ہر قسم کے درجہ حرارت میں جہاز کی اڑان وغیرہ کو دیکھ سکے۔

جہاز کو اس طرح سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اگر خدا نخواستہ دوران پرواز کسی وجہ سے جہاز کا ایک انجن بند ہو جائے تو جہاز کم از کم دوسرے انجن پر تین گھنٹے تک اڑ کر کسی مناسب ہوائی اڈے پر اتر سکے۔ اس جہاز کو اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ ہنگامی حالات میں یہ سمندر کی سطح پر بھی اتر سکتا ہے۔ جہاز کا انجن اور کنٹرول کا نظام اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ جہاز کو کمپیوٹر ہی اڑا سکیں۔ جب ہوائی اڈے پر بہت زیادہ دھند ہو تو پائلٹ کے لئے جہاز کو "رن وے" پر اتارنا بہت مشکل ہوتا ہے ایسے حالات میں جہاز کا کپتان تمام کنٹرول کمپیوٹر کے حوالے کر دیتا ہے۔ جہاز کا کمپیوٹر زمین پر لگے ہوئے آلات سے رہنمائی حاصل کرتا ہوا بحفاظت جہاز کو زمین پر اتار لیتا ہے۔

اگلی صدی میں ایسے جہاز بھی بنیں گے جس میں تقریباً ۷۰۰ مسافروں کو بٹھانے کی گنجائش ہوگی۔ اس کے پروں کا گھیرا ایک فٹ بال کی گراؤنڈ جتنا ہوگا۔ چونکہ جہازوں کے ہینگر اتنے بڑے جہازوں کے لئے چھوٹے ثابت ہوں گے اس لئے پر اس طرح بنائے جائیں گے کہ بوقت ضرورت انہیں دوہرا کر کے سمیٹا جا سکے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission from London
3rd March 1995 - 16th March 1995

Tel: +44 181 870 0922
+44 181 874 8344
+44 181 870 8517(Ext 227/230)
Fax: +44 181 870 0684

Friday 10th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Kalifa-tul-Masih IV held at Nunspeet on 3/9/1993 Part 2
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 4 Part 1
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.20 FRIDAY SERMON LIVE
- 2.40 MTA VARIETY Correct pronunciation of Durres-Sameen No.11 Part 1
- 3.00 MULAQAT "Huzoor meets Urdu speaking friends".
- 4.00 MTA VARIETY "Truth of the Masih-e-Maud"
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Saturday 11th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Interview: Hadhrat Khalifa-tul-Masih IV with Bosnian friends on 21/2/93 Part 1
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 4 Part 2 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 2.00 CHILDREN'S CORNER Mulaqat with Huzoor 11/3/95
- 3.00 MTA VARIETY German Programme
- 4.00 LAQAA MA'AL ARAB Huzoor meets Arab friends
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday 12th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Interview: Hadhrat Khalifa-tul-Masih IV with Bosnian friends on 21/2/93 Part 2
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 5 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 MULAQAT Huzoor meets various personalities
- 3.00 LETTER FROM LONDON by Aftab Ahmad Khan sahib
- 4.00 MTA VARIETY (1). News review in German (2). Aid for Bosnia by Ahmadis
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday 13th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Kalifa-tul-Masih IV held at Nunspeet on 3/9/1993 Part 3
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 5 Part 2 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.67
- 3.00 MTA VARIETY German Programme
- 4.00 CHILDREN'S CORNER
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday 14th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Kalifa-tul-Masih IV held at Nunspeet on 3/9/93 Part 4
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 6 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 2.00 NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.68
- 3.00 MTA VARIETY "Hunar" Programme on Glass painting from Karachi
- 3.30 CHILDREN'S CORNER
- 4.00 MTA VARIETY Address by Hadhrat Khalifa-tul-Masih IV to Tarbiyyati Class
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 15th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 EUROFILE
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 6 Part 2
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 TARJAMATUL QURAN Lesson No.41
- 3.00 MTA VARIETY
- 3.30 CHILDREN'S CORNER
- 4.00 MTA VARIETY Speech "Zaroorat -e-Mazhab" by M.Anawar sahib
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday 16th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 MEDICAL MATTERS
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 7 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 TARJAMATUL QURAN Lesson No.42
- 3.00 MTA VARIETY Speech "Dawat-e-Illalah" by A. Wahhab sahib
- 3.30 CHILDREN'S CORNER
- 4.00 LAQAA MA'AL ARAB Huzoor meets Arab friends.
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Friday 17th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Khalifa-tul-Masih IV
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 7 Part 2 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.20 FRIDAY SERMON LIVE
- 2.40 MTA VARIETY Correct pronunciation of Duress-Sameen No.11 Part 2
- 3.00 MTA VARIETY Mulaqat with Urdu speaking friend
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMMES

Saturday 18th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Interview: Hadhrat Khalifa-tul-Masih IV with Bosnians friends 21/2/93 Part 2
- 12.30 "Learning Languages with Huzoor" Lesson 8 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE - "Zaroorat-e-Mazhab"
- 2.00 CHILDREN'S CORNER Mulaqat with Huzoor 18/3/95
- 3.00 MTA VARIETY German Programme
- 4.00 LAQAA MA'AL ARAB............ Huzoor meets Arabian friends
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMME

Sunday 19th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 9 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE - "Sadaqat Masih-e-Maud"
- 2.00 Mulaqat- Huzoor meets various personalities
- 3.00 Letter from London
- 4.00 MTA VARIETY- news review in German Bosnian programme - by Abrahim Bosic
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMME

Monday 20th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 EUROFILE
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 10 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 "NATURAL CURE" - * Homeopathy Lesson 69
- 3.00 MTA VARIETY German Programme
- 4.00 CHILDREN'S CORNER
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMME

Tuesday 21st March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 MEDICAL MATTERS (R)
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 10 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 "NATURAL CURE" Homeopathy Lesson 70
- 3.00 MTA VARIETY Cooking Lesson - Al Maidah
- 3.30 Children's Corner
- 4.00 MTA VARIETY
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMMES

Wednesday 22nd March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE
- 12.30 Learning Languages with Huzoor- Lesson 11 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 "TARJAMATUL QURAN" No 43
- 3.00 MTA VARIETY
- 4.00 Children's Corner
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMMES

Thursday 23rd March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 11 Part 1 *
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 NEWS
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 "TARJAMATUL QURAN" No 44
- 3.00 MTA VARIETY
- 3.30 Children's Corner
- 4.00 Laqaa Ma'al Arab (R)
- 4.50 TOMORROW'S PROGRAMMES

Please Note

*Our Audio Frequencies :

English/Urdu	7.02 MHz
Arabic	7.20 MHz
Russian	7.56 MHz
French	7.92 MHz

** Programmes or their timings may change without further notice.

*** Programme details are announced on MTA daily at 4.15 pm for the next day.

**** As from the 4th March 1995, LEARNING LANGUAGES WITH HAZUR will be back daily; * HOMEOPATHY on Monday & Tuesday; TARJAMATUL QURAN, every Wednesday & Thursday; and MEDICAL MATTERS on Tuesday & Thursday.

* PLEASE NOTE
Due to various reasons we have not been able to start the "Learning Languages with Huzoor" programme as published earlier. Insha Allah, we will start this programme as soon as possible and the details will be published daily on MTA.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, March 10, 1995 No. 10

شذرات

(م-ا-ح)

اسسال بھی رمضان المبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب معمول مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر درس القرآن کا اہتمام فرمایا اور قرآنی علوم و معارف سے پیاسی روحوں کو سیراب فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور انور کے ارشادات کی مقبولیت اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے نشری دائرہ کی وسعت سے حاسدوں کے دلوں کو آنچ نہ پہنچے اوران کے پیٹ میں مروڑ نہ اٹھے۔ چنانچہ کراچی کے کثیرالاشاعت روزنامہ جنگ نے اپنی ۶ فروری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں یہ خبر جمائی ہے:۔

"قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ چینل پر ساڑھے چار بجے سے پونے چھ بجے تک روزانہ قرآن کا درس دینا شروع کر دیا ہے ...... مرزا طاہر کا یہ درس دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے بھی نشر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مرزا طاہر احمد پاکستان میں مختلف مقدمات میں مطلوب ہیں اور وہ برطانیہ فرار ہو گئے تھے"۔

ایک لحاظ سے تو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کو اس اخبار کا شکر گزار ہونا چاہئے جس نے بغیر کسی اجرت کے اس پروگرام کا اشتہار دیا اور اپنے قارئین کو اس نشریہ کے اوقات سے بھی آگاہ کیا۔ اگر وہ سیٹلائٹ کا چینل نمبر اور فریکوئنسی وغیرہ بھی دے دیتے تو اس خبر کی افادیت بڑھ جاتی اور طالبان حق کو پروگرام کی تلاش میں آسانی ہو جاتی۔ بہر حال جوئندہ یابندہ۔ جنہوں نے اس چشمہ صافی سے فیضیاب ہونا ہے وہ اسے پا ہی لیں گے۔

البتہ خبر کے آخری حصہ میں خبر بنانے والے نے قارئین کو یہ "یاد دلانا" ضروری سمجھا ہے کہ سیدنا طاہر احمد حفظہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں مختلف مقدمات میں مطلوب ہیں اگر یہ نامہ نگار "مقدمات" کی جگہ "جھوٹے مقدمات" لکھ دیتا تو پھر اس کے خبث باطن کا اظہار کس طرح ہوتا؟ مقدمات میں مطلوب ہونا اور فتنہ کی جگہ سے منشائے الٰہی کے مطابق "فرار" ہونا انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت کی سنت ہے کہ اس کے بعد ہی "یدخلون فی دین اللہ افواجا ○" کے وعدے پورا ہوا کرتے ہیں۔ اس وقت تو وہ دور ہے جس میں بدخواہوں کے لئے شاہت الوجوہ کی وعید ہے اور مومنوں کے لئے "واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون" کا خوش آئند وعدہ ہے۔

—○ ○—

آج کل اہانت رسول کے ایک مقدمہ کے حوالے سے دنیا بھر میں پاکستان کی مشہوری ہو رہی ہے۔ پاکستان کے اندر دو مسیحیوں کی سزائے موت کی اپیل کی سماعت کرنے والے ججوں کو دھمکایا جا رہا ہے اور ملزموں کا دفاع کرنے والے وکلاء پر حملے ہو رہے ہیں۔ عدالت عالیہ کے احاطہ میں نعرے لگتے ہیں اور کاروں کی توڑ پھوڑ ہوتی ہے۔ کسی کی شکل عیسائیوں جیسی ہو تو اس کی پٹائی بھی کر دیتے ہیں۔ ان کاروائیوں سے نہ تو کسی قسم کی توہین عدالت ہوتی ہے اور نہ پولیس کی نظر میں کوئی قانون شکنی۔

ادھر قریباً سبھی مہذب ممالک سے انفرادی اور حکومتی سطح پر احتجاج ہوا ہے۔ انسانی حقوق کے اداروں نے آواز بلند کی ہے اور پارلیمنٹوں میں سوال اٹھائے گئے ہیں اور پاکستانی حکومت کو بیسویں صدی میں ہونے کا احساس دلایا ہے۔ لندن سے شائع ہونے والے ڈیلی ٹیلی گراف نے اپنے ایک زور دار اداریے میں اس قسم کے ایک تاریک قانون اور اس پر فی الواقعہ عمل در آمد پر حکومت پاکستان کی رجعت پسندی کی مذمت کی ہے کہ یہ لوگ اس روشنی کے زمانہ میں بھی اپنے شہریوں کو انسانی قربانی، سنگساری اور درے بازی کے دور میں مقید رکھنے پر مجبور و مصر ہیں۔ اس کے جواب میں برطانیہ میں پاکستان کے سفیر جناب واجد شمس الحسن نے اخبار مذکور کے ایڈیٹر کے نام ایک مراسلے میں بہت سا اعتذار کیا ہے اور اس قسم کی باتیں کر کے معاملہ کی سنگینی کو نرم کرنے کی کوشش کی ہے:۔

"پاکستان بنیاد پرست ملک نہیں۔ بے نظیر انسانی حقوق اور خود مختار عدلیہ کی زبردست حامی ہیں۔ جس جج نے مسیحیوں کو سزا دی ہے اس کی تقرری جنرل ضیاء الحق نے کی تھی۔ توہین مذہب پر آج تک کوئی پھانسی پر نہیں لٹکایا گیا۔ سلامت مسیح بھی اعلیٰ عدالت سے بری ہو سکتا ہے۔ وغیرہ"۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ لندن، ۲۱ فروری ۱۹۹۵ء)

یہ تو ٹھیک ہے کہ ضیاء الحق کے بھرتی کئے ہوئے لاہور کے سیشن جج نے قانون میں سزائے موت کی گنجائش دیکھ کر بزعم خود اللہ اور رسول کو راضی کر لیا ہے اور اپنی عاقبت سنوار لی ہے۔ رہ گئے ملزمان تو ان میں سے ایک مسمی منظور مسیح تو پہلے ہی کسی جنونی غازی کی گولی کا نشانہ بن چکا ہے، باقی رحمت مسیح اور چودہ سالہ سلامت مسیح عدالت عالیہ میں اپیلیں کر کے بری ہوتے پھریں گے۔ میں تو اپنا کام دکھا جاؤں۔ لیکن سب سے عجیب بات جو سفیر محترم نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"۱۹۸٦ء میں جب ضیاء نے توہین مذہب پر موت کی سزا مقرر کی تھی اس وقت لوگوں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا، کوئی نہیں بولا"۔

جناب شمس الحسن ایک صحافی ہیں اور انہیں یاد ہونا چاہئے کہ اس وقت بھی لوگ بولے تھے۔ ملک کے اندر اور باہر سے احتجاج ہوا تھا۔ اس قانون اور اس کے نفاذ کے نتائج و عواقب پر لے دے ہوئی تھی مگر جب ضیاء الحق نے اشارہ دیا اور اس کے ایک مشیر نے برملا کہا کہ خواہ مخواہ مت گھبراؤ یہ قانون تو احمدیوں کی تعزیر کے لئے ہے۔ ہندو سکھ عیسائی تو ہمارے بھائی ہیں وہ بھلا اہانت رسول کر سکتے ہیں؟ اس پر سب شور و غوغا ایکدم جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اس کے بعد احمدیوں کی تعذیب کے لئے جتنے بھی مقدمے درج ہوئے وہ اسی قانون یعنی ۲۹۵/سی کے تحت ہوئے۔ اگر کسی احمدی نے السلام علیکم کہہ دیا، یا اپنے بچے کے عقیقہ کے دعوتی کارڈ پر بسم اللہ لکھی یا کسی احمدی متوفی کی لوح مزار پر "انا للہ وانا الیہ راجعون" کندہ ہوا پایا گیا تو ملاؤں نے تھانوں میں جا کر یہی واویلا کیا کہ ان پر توہین رسالت کا پرچہ درج کیا جائے اور تھانیداروں نے بھی سوچے سمجھے بغیر عقیقہ کے دعوت نامے کی بناء پر اڑھائی سال کے بچہ پر دفعہ لگا دی یا اسی سالہ احمدی بزرگ کو اس کی دکان سے قرآنی آیت کا طغرا برآمد ہونے پر حوالات میں بند کر دیا۔

ضیاء الحق کے چیرہ دستیوں کی احمدیوں پر مشق ستم کے وقت تو کہا گیا کہ ملک کا قانون یہی ہے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب پاکستانی مسیحیوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اور اگر یہ قانون اور یہ ملک باقی رہ گیا تو وہ دن دور نہیں جب سنی اکثریت اپنے شیعہ ہم وطنوں پر اسے آزمائے گی، مقلد حضرات، اہل حدیثوں کو اور دیوبندی بریلویوں کو متہم کریں گے۔ پرچے کٹیں گے، ایک مکتب خیال کے سیشن جج دوسرے فرقہ کے ملزموں کو پھانسی دیں گے۔ دینی مدرسوں کے نوخیز ملوٹے عدالت علیا کا گھیراؤ کر کے بھنگڑا ڈالیں گے۔ (ایک اخبار میں لکھا ہے کہ ان جیالوں نے عدالت کے باہر سڑک پر نوافل ادا کئے۔ لیکن جو تصویر چھاپی گئی ہے وہ اچھل کود اور ناچ نعروں کی ہے)۔ وکیلوں کی کاریں جلیں گی اور ججوں کے گھروں پر حملے ہونگے۔

یہ ہماری پیش گوئی نہیں۔ یہ ان خبروں کا خلاصہ ہے جن سے ان دنوں اخبارین معمور ہیں۔ ہم تو قانون قدرت کے طالب علم ہیں جسے فارسی دانوں نے یوں لکھا ہے:

چاہ کن را چاہ درپیش

جب تک یہ اندھا کنواں موجود ہے لوگ اس میں گرتے رہیں گے یا دھکیلے جاتے رہیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

[پس تحریر۔ آخری فقرہ لکھا جا چکا تھا کہ بی بی سی نے خبر دی کہ توہین رسالت کے جرم میں سیشن کورٹ سے موت کی سزا پانے والے دونوں مسیحیوں کو لاہور ہائی کورٹ نے عدم شہادت کی بناء پر بری کر دیا ہے۔ جس پر مذہبی جنونیوں اور انتہا پسندوں نے زبردست مظاہرہ کیا ہے اور دونوں ملزموں کو قتل کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔]

رمضان المبارک کے آخری روز درس القرآن کے بعد عالمی اجتماعی دعا

۲ مارچ ۱۹۹۵ء (مطابق ۲۹ رمضان المبارک)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن سے اس ماہ رمضان کے آخری روز کے درس میں قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی پر معرفت تفسیر بیان فرمائی۔ درس قرآن کریم کا یہ سلسلہ ساڑھے گیارہ بجے سے سوا ایک بجے تک جاری رہا۔ اور انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن اور بنگلہ زبانوں میں براہ راست ترجمہ کے ساتھ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر تمام دنیا میں نشر ہوتا رہا۔

درس کے اختتام پر عالمی اجتماعی دعا کے پیش نظر حضور انور نے خاص طور پر احباب جماعت کو عالم اسلام کے لئے اور دنیا بھر کے مظلوموں، مصیبت زدگان کے لئے، دعوت الی اللہ میں غیر معمولی ترقی کے لئے دعاؤں کی خصوصی تحریک فرمائی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اس کے ساتھ ہی کل عالم کے احمدیوں نے اپنے آقا کی اقتداء میں اس عالمی اجتماعی دعا میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے۔

اگلے روز ۳ فروری ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ خطبہ عید الفطر میں حضور نے فرمایا کہ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ جماعت خلافت کے محور کے گرد اکٹھی کر دی گئی ہے۔ حضور نے مسجد انگلستان کے سلسلہ میں احباب کی مالی قربانیوں کا بھی ذکر فرمایا اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے عالمی نیک اثرات کا بھی۔ اور اپنی وہ رویا بھی بیان فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسماء الٰہی کے تعلق میں آپ کی کئی علوم کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ خطبہ کے بعد دعا ہوئی اور پھر حضور کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں عید کی مبارک باد دی۔ بعد ازاں مردوں کی مارکی میں تمام حاضر افراد کو شرف مصافحہ بخشا۔ پھر اسی جگہ نماز جمعہ و نماز عصر پڑھائیں۔ نماز جمعہ سے قبل مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad